اعجاز الهدایة
نجم الاعتقاد
نجم الهدایة
شمس الاعتقاد

قُلِ اللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیۡءٍ وَّ ھُوَ الۡوَاحِدُ الۡقَھَّارُ

کہدو اللہ ہر چیز کا خالق ہے اور وہ یکتا غالب ہے

سلسلہ تبلیغ اعجازی کا

ساتوان رسالہ

اعجاز الہدایہ

فی رد المادیین وآریہ

حصہ اول

مصنفہ الحاج الشیخ محمد اعجاز حسن بدایونی مدرس مدرسۃ الواعظین لکھنؤ

باہتمام سید محمد رضی منیجر

سرفراز قومی پریس لکھنؤ مین چھپا

ھدیہ منجانب عالی جناب معلی القاب نواب الحاج السید علی نواب صاحب رئیس مظفر پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی تفرد بالاولیة والقدم۔ الذی خلق کل شیئ من المادة والروح وغیرهما من حیز العدم فلاتشرک فی قدمه احدا، والصلوة علی مخلوقه الاکمل الاشرف الاعظم۔ محمد رسوله الاکرم الافخم ونبیه الخاتم فلاتشرک فی رتبته احدا، وعلی آله المعصومین الذین هم ینابیع الحکم وهداة الامم لاسیما مولی ولد آدم فلاتجعل فی محله احدا

امابعد ذرہ بیمقدار خادم الملة الشیخ محمد اعجاز حسن صدیقی محمدی بدایونی عرض کرتا ہی کہ عالم مین چارون طرف سے کفر والحاد کی گھٹاؤن کا اُمنڈنا۔ تاریکی مادیت کا افق پر چھا جانا۔ ابر فسادات کا خونی مینھ برسانا۔ دہریت کی نہر ضلالت کا بالسون اچھلنا۔ کشتی اہل اسلام کو اسکی متلاطم موجون کا صدمے پر صدمہ دینا بسم اللہ مجریها ومرسٰها کی درد بھری آواز کا مایوس دلون سے نکلنا

بحید خوفناک منظر تھا کہ نسیم رحمت الٰہی چلی۔ توحید کا رعد مہیب گرجا دلائل اسلامیہ کی بجلی چمکی۔ کفرو شرک کے سیاہ بادل پھٹے براہین اعجازیہ کا آفتاب برآمد ہوا۔ ظلمت دہر کافور ہوئی۔ کفر شپرۂ چشم کورمادرزاد کے مانند نابینا ہو گیا۔ گو نیچری فرقہ دہریت کا نقارہ پیٹے۔ گو سماجی طبقہ ویدک دھرم کا ناقوس و قرنا اور قدامت مادہ کا سنکھ اور ڈھول بجائے مگر اسلامی دلائل کلامیہ کا صاعقۂ آتش بارو کفر سوزان کا شورو غوغا دبائیگا۔ اور باطل کا مصنوعی خرمن مسلک جلائیگا،

اسی لیے میرے استاد محترم شمس فلک العلوم العقلیہ۔ بدر سماء الفنون النقلیہ نور الشرع المبین حضرت مولانا نجم الملۃ والدین۔ بانی مدرسۃ الواعظین دام ظلہ العالی علی رؤس المومنین نے مجھے حکم دیا کہ مین دہریین اور آریہ کی رد مین ایک رسالہ لکھون اور باطل کا غلغلہ دبا کر مذہب حق کی نصرت کرون۔

اگرچہ مین عرصۂ دراز سے مارہاے آستین کے زہریلے حملے تریاق اعجازی سے دور کرنے مین مشتغل ہون لیکن امر عالی کا امتثال مجھ پر لازم ہوا کہ اُن خونخوار اژدہون کے ساتھ کالے بچھوؤن کی سر کوبی ضروری ہے۔ پس مین نے اللہ کا نام لیا اور دشمن کے قلب لشکر کو سیف اعجازی سے

نیم بسمل بنا کے میسرہ لشکر کی طرف رُخ کر کے حملہ آور ہو گیا،
مین نے اپنے رسالہ کا پرا جمایا۔ فوج ظفر موج الٰہی کی صفوف
کا نصم بنیان مرصوص درست کر کے توحید کا علم سبز کھولا
اور دہریت کی زمین سنگلاخ مین اُسے گاڑ دیا۔ بس اللہ
میرا ناصر و معین ہے وہی مجھ کو دشمن کی ٹڈی دل فوج پر فتحیاب
بنائیگا۔ علیہ معتمدی والیہ انیب۔

تنبیہ | چونکہ یہ میدان جنگ بہت وسیع ہے۔ انبوہ کثیر سے
میرا مقابلہ ہے جن کے استیصال کے لیے صرف ایک رسالہ
کافی نہ ہو گا۔ بلکہ متعدد رسالون کی ضرورت پڑے گی۔ رسد
اور سامانِ حرب کی حاجت ہو گی۔ لہذا مین اول سپاہ دشمن
کے پیادون کی خبر لیتا ہون اور اُن کی ہستی کے مناسب حربے
کام مین لاتا ہون لیکن جب سرداران لشکر سے مقابلہ ہو گا
اور قیامت خیز و زلزلہ افگن رن پڑے گا تو اسوقت خدائی
مشین گن استعمال کی جائے گی۔ لیکن یاد رہے کہ دشمن سے
لڑنا میرا کام ہے اور میری حرب و ضرب کے حالات شائع کرنا
ارباب ملت کا فریضہ ہے۔

اگرچہ اس رسالہ کی مورچہ بندی بہت جلد ہو گئی صرف
نظر ثانی باقی تھی کہ یکایک حج بیت اللہ کی تیاری ہوئی۔ الحمد للہ
کہ پانچوین دفعہ کاشانۂ رحمت الٰہی و دربار خداوندی مین باریابی

نجدی حکومت کی عکسی تصویر

کا شرف حاصل ہوا،
آبادی مکہ معظمہ مین بکثرت اضافہ۔ خوشنما اور جدید عمارتون مین نمایان ترقی۔ شہر مین صفائی کا انتظام۔ بڑی بڑی سڑکون اور مسجد الحرام اور اکثر خانہائے حرم مین بجلی کا اہتمام۔ نجدی حکومت کی بیدار مغزی۔ امن طریق و امن بلد ہی دیکھتے ہی سفر دریا کی ساری کوفت اور بدمزگی دور ہوگئی۔ یہ سب کچھ ہی مگر امن مذہبی کا دروازہ دلدادہٗ توہب کے علاوہ کسی ملت کے لیے اچھی طرح کشادہ نہین ہی،

جنّتُ المعلےٰ کی بربادی

عمرہ اور حج سے فارغ ہونے کے بعد جنت المعلےٰ کی طرف شوق زیارت چلا۔ گورستان عام طے کرنے کے بعد نئی دیوار نظر آئی۔ اس دیوار مین ایک مقفل دروازہ ملا۔ دروازہ پر زائرین گریہ کنان کا ہجوم پایا۔ انکے سرون پر ایک فوجی جوان مسلط دیکھا جو اپنے ہاتھ مین چوب خیزران لیے ہوئے اپنا فرض منصبی اور فریضۂ ملّی ادا کر رہا تھا۔

جب بابِ مسدود سے دُرِ مقصود ملنے کی امید نہ رہی تو مین سراسیمہ اِدھر اُودھر راہ چارہ دیکھنے لگا کہ دیوار سے متصل ایک ٹیلہ نظر آیا۔ بس مین ٹیلہ سے دیوار پر چڑھا اور جھک کے اندر دیکھا۔ جس طرف نظر دوڑائی مٹی اور پتھرون کا انبار دکھائی دیا۔ اس زمین قدس پر نہ خوابگاہ ام المومنین محسنۂ اسلام

ضجیع النبی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا باقی ہے نہ
مرقد عم الرسول محافظ وحامی نبوت جناب ابوطالب سالم ہی
نہ قبۂ جد النبی پروانۂ شمع رسالت عبدالمطلب موجود ہے۔ نہ
قبر حامل نورِ خدا جناب عبد مناف کا نشان چھوڑا گیا ہے۔ یہ
قیامت خیز نجدی بربریت دیکھتے ہی میرا دل متالم ہوا قلب حزین
وتفتیدہ سے آہ جگر سوز نکلی۔ چشم نمناک سے سیل اشک جاری
ہوئی۔ آخر روتا ہوا منزل کی طرف واپس آیا۔ انتظام حکومت
نجدیہ سے جتنی خوشی مجھے حاصل ہوئی تھی وہ سب نجدی مظالم کے
آثار نے میرے صفحۂ دل سے حرف غلط کی طرح
محو کردی۔

سفر مدینہ ۱۸ ذیحجہ کو منزل محمود مین جشن ولیعہدی مولود
کعبہ منایا گیا۔ خادم نے فریضۂ نوید وتہنیت ادا
کیا۔ اور موٹر مین سوار ہو کر دیار حبیب الٰہی کا رستہ لیا۔ تیسرے
دن علی الصباح افق آفتاب رسالت دکھائی دیا۔ دور سے
گنبد خضرا نظر آیا۔ صدفِ چشم پُرنم نے اپنا دہن بستہ کھولا۔ مروارید ناسفتہ
نثار کیے۔ بیساختہ زبان شوق گویا ہوئی السلام علیك یا رسول اللہ
فداك روحی یا نبی اللہ۔ بابی انت وامی یا خیر خلق اللہ۔
الغرض منزل اسعد مین پہونچکر مقدمات زیارت ادا کیے۔ پھر
زیارت مرقد النبی سے مشرف ہو کر سجدۂ شکر الٰہی مین جبین نیاز

جھکائی۔ روضۂ انور کو صحیح وسالم بلکہ زمانۂ سابق سے زیادہ پُر رونق دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا

ہائے جنّتُ البقیع تیری تاراجی و بربادی	سچ ہے کہ رنج و خوشی توام ہین مین روضۂ رسول سے خوش خوش باہر نکلا۔ جنت البقیع

کی طرف رُخ کیا۔ اُس ارض مقدس کے دروازہ پر نجدی جوانونکا پہرہ دیکھا تاہم دروازہ کے اندر قدم احترام بڑھایا کہ بقیع کی حالت زار و مظلومیت دیکھتے ہی دل پھٹنے لگا،

آہ آہ یہ زمین قدس وہ ہے کہ جہان سلاطین زمن سرِ عجز و نیاز جھکاتے تھے تواضع اور انکسار کے ساتھ قدم بڑھاتے تھے۔ جہان حضور سید عالم کے چار لخت جگر نور نظر دفن ہین۔ جو ارض پاک لحدِ اجسادِ مطہرہ اور معدن حکمت و مخزن اسرار امامت ہے۔ جہان یادگار بضعۃ النبی بیت الاحزان تھا وہان آج قبور منہدمہ نظر آتی ہین۔ آج ان مقدس قبرون پر نجدی ستمگار جوتے پہنے ہوے گشت لگاتے ہین۔ اِس زمین جنت نظیر پر بکثرت قبے بنے ہوے تھے مگر اب تو وہان ہر چہار طرف قبہاے شکستہ کا انبار نظر آتا ہے۔ بیت الاحزان کا نشان باقی نہین۔ مرقد ذریت النبی کی اینٹ سے اینٹ بجائی گئی۔ آہ اُس پر غضب یہ ہے کہ قبرون کے پاس جانے کی سخت ممانعت ہے قبر کو مس کرنا۔ ہاتھ لگانا شرک سمجھا جاتا ہے۔ بلند آواز سے رونے

نہین دیتے۔ لکھی ہوئی زیارت نہین پڑھنے دیتے۔
اگر کسی نے انتہاے جذب و شوق مین قبور معصومین کو ہاتھ لگا دیا فوراً نجدی سپاہی نہایت بے دردی سے زدوکوب کرتا ہے کہ ناظرین کے دل پھٹتے ہین۔ یہ قوم جفا پیشہ بڑی بے رحم اور سنگدل ہے۔ اللہ ان کو جلد مٹائے۔
الغرض مین اپنی خشمگین آنکھون سے نجدی بربریت کا معائنہ کرکے بادل بریان و نوحہ کنان خداے وحدہ لاشریک و منتقم حقیقی کی درگاہ بے نیاز مین بتضرّع وزاری عرض حال کرکے روضۂ رسول اور قبور شکستۂ اہلبیت سے وداع ہوا اور جدہ واپس آیا۔
جدہ مین انجمن محافظ حجاج) حجاج کی حفاظت اور نفع رسانی کے لیے جدہ مین انجمن محافظ حجاج قائم ہے۔ میرے نزدیک یہ انجمن ایک فضول چیز ہے۔ انجمن کی بدنظمی حجاج کو بے حد نقصان پہونچاتی ہے۔ مجھے جدہ مین ایک ماہ کامل معطل رہنا پڑا۔ جہاز کے انتظار مین فضول وقت گذرا۔ اندازے سے بہت زیادہ پیسہ اُٹھا نہ معلوم کتنے حاجی اس معطلی سے مفلس ہو گئے۔ ہان اگر جہاز کی تاریخ روانگی پیشتر سے معین ہو کر اس کا اعلان ہو جایا کرے تو اس بلاے بے درمان سے حجاج محفوظ رہ سکتے ہین ورنہ حجاج اس تعطلی کی مصیبت مین یون ہی گرفتار رہین گے۔ المختصر مین جدہ سے

سے روانہ ہوکر بدایون ہوتا ہوا لکھنؤ وارد ہوا۔ اول مین نے رسالہ نجم الہدایہ چھپنے کے لیے مطبع مین دیا پھر اس کی ترمیم وتکمیل کیلیے مین نے قلم اُٹھایا ہے

تمہید اور وجود خدا پر دلیل عقلی

دنیا مین جتنی مرکب چیزین موجود ہین وہ سب چار قسمون مین منحصر ہین یہی کل مرکبات عالم کے چار درجے ہین جو مراتب انواع کہلاتے ہین۔ ان مین سے پہلی قسم جماد ہے یعنی کل معدنی چیزین اور پتھر کنکر وغیرہ۔ دوسری قسم نبات ہی یعنی درخت۔ بیلین۔ گھاس۔ پھوس وغیرہ۔ تیسری قسم حیوان ہی یعنی چرند۔ پرند۔ درندے۔ حشرات الارض۔ کیوڑے مکوڑے۔ چوتھی قسم انسان ہی یعنی زید۔ عمر۔ بکر وغیرہ۔

ظاہر ہے' یہ بات ہی کہ ان چارون نوعون مین سے پہلی نوع کا درجہ سب سے ادنی ہے۔ دوسری نوع اُس سے اعلی۔ تیسری نوع ان دونون سے اعلی۔ چوتھی نوع ان تینون سے اعلی ہے اس لیے کہ پہلی نوع مین صرف ایک وصف ہی یعنی ابعاد ثلثہ (طول۔ عرض۔ عمق) کا ہونا۔ اس نوع مین شعور ذاتی اور غیر کا ادراک بالکل نہین ہی دوسری نوع مین دو وصف ہین ایک ابعاد ثلثہ کا ہونا جو پہلی نوع کی صفت ہے۔ دوسری صفت خود اس کی ذاتی ہی یعنی نمو (بڑھنا) یہی وہ صفت ہے جس نے جماد و نبات مین تفرقہ پیدا کیا ہے۔ اس صفت کی وجہ سے نبات مین شعور ہوتا ہی مگر اپنے سوا کسی اور چیز کا

یہ نوع ادراک نہین کر سکتی ہے خواہ وہ اس نوع سے ادنی ہو یا اعلیٰ ہو
تیسری نوع مین تین وصف پائے جاتے ہین یعنی ابعاد ثلثہ
اور نمو جو پہلی دو نوعون کے وصف ہین تیسری صفت اسکی ذاتی ہی
وہ تحرک بالارادہ ہے یعنی ایک جگہ سے دوسری جگہ بالقصد آناجانا
یہی وہ صفت ہے جس نے حیوان کو جماد و نبات سے امتیاز دیا ہے
کہ یہ صفت ان دونون نوعون مین بالکل نہین ہے'
چوتھی نوع مین چار وصف پائے جاتے ہین یعنی ابعاد ثلثہ۔ نمو
تحرک بالارادہ۔ یہ تینون وصف پہلی تین نوعون کے ہین لیکن چوتھا
وصف اس کا ذاتی ہے جو انواع ماتحت مین نہین ہی یعنی صاحب
عقل (نفس ناطقہ) ہونا۔ یہی وہ صفت ہے جسکی وجہ سے انسان
اپنی کل انواع ماتحت سے ممتاز قرار پایا ہی۔ اسی وصف کی وجہ
سے انسان کو تمام نوعون مین اعلیٰ درجہ ملا ہی چونکہ انسان اپنی ماتحت
انواع کے اوصاف خاصہ کو حاوی ہے پھر اس مین ایک وصف خاص
بھی ہی اسی لیے وہ ساری کائنات سے اشرف اور اکمل قرار پایا ہے۔
ہمارے اس بیان سے جسمین اختلاف کی گنجائش نہین ہے جو کسی
مذہب سے خصوصیت نہین رکھتا ہے، یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہی کہ انسان
وہی چیز کہلائیگی جسمین ابعاد ثلثہ (بدن)، نمو۔ تحرک بالارادہ اور نفس
ناطقہ ایک وقت مین مجتمع پائے جاتے ہون۔ لہذا انسان صرف بدنکا
نام نہوگا اور نہ فقط روح انسان کہلائے گی بلکہ دونون کا مجموعہ

انسان ہے۔ یہی مجموعہ کل افعال وحرکات وسکنات کا مظہر اور عامل ہے۔ روح اور بدن دونون اس کے ہر فعل مین شریک ہین پس جزا اور سزا بھی اسی مجموعہ سے متعلق ہوگی۔ ورنہ اگر صرف روح کے لیے جزا یا سزا مانی جائے گی تو یہ انسانی جزا یا سزا نہ کہلائے گی کہ صرف روح انسان نہین ہی۔ پس ہمارے اس ضمنی بیان سے آریون کا اختراعی مسئلہ تناسخ باطل ثابت ہوتا ہی۔

الغرض پہلی نوع بوجہ لاشعور ہونے کے نہ اپنی ذات کا ادراک کرسکتی ہے اور نہ اپنی مافوق چیزون کی حقیقت معلوم کرسکتی ہے دوسری نوع مین صرف شعور ذاتی مانا گیا ہی لہذا وہ زیادہ سے زیادہ اپنی ہستی کو سمجھ لیگی۔ تیسری نوع مین شعور ذاتی اور ادراک بالغیر بھی ہے تو وہ اپنی ماتحت نوعون مین تمیز کرلیگی مگر اس کو اپنی مافوق نوع کا پورا پورا ادراک نہین ہوسکتا کہ نفس ناطقہ نہ ہونے کی وجہ سے اسکے علم کا دائرہ بہت تنگ ہی۔ لیکن چوتھی نوع مین یہ صفت ہے کہ وہ اپنی کل ماتحت انواع کی حقیقتون کا ادراک کرسکتی ہی اُس کے علم کا دائرہ کل موجودات عالم کو حاوی اور محیط ہوسکتا ہی

یہ بات دوسری ہے کہ انسان بعض اوقات مین اپنی ماتحت اشیاء کے ادراک حقیقت سے قاصر رہتا ہے تو اُسکے قصور کا یہ سبب نہین ہے کہ اُس کے امکان سے حقائقِ موجودات کا علم وادراک خارج ہے۔ بلکہ اس قصور کا سبب انسانی افراد کا

ظلمانی مادہ ہے۔ اسی تاریکی وظلمانیت کی وجہ سے انسانی ادراک مین خطا اور غلطی بھی ہو جاتی ہی۔

ہان اگر کسی فرد انسانی کا مادہ لطیف (نورانی) ہو اور اسکا نفس ناطقہ بمدارج علمیہ مین کمال رکھتا ہو تو اس پر ماتحت اشیاء مین سے کوئی چیز نظری نہ ہوگی ایسے نفوس قدسیہ کا وجود جمہور فلاسفہ نے بھی تسلیم کرلیا ہے جن کو اپنی اصطلاح مین یہ لوگ ارباب الانواع اور بعضے اُن کو نوامیس الٰہیہ کہتے ہین،

نتیجۂ کلام جبکہ انسان کا علم و ادراک اس کی کل ماتحت نوعون سے متعلق ہو سکتا ہے لہذا اُسکو غور کرنے کے بعد بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ انواع مذکورہ مین سے کوئی چیز اس عالم کی خالق اور مدبر نہین ہی۔ اس لیے کہ اگر مادہ یا جماد کو خالق مانا جائے تو ممکن نہین کہ یہ لاشعور ہستی ہے اور خالق کو ذی شعور ہونا چاہیئے

اور اگر نبات کو خالق کہا جائے تو اس مین ادراک بالغیر نہین ہی اور خالق و مدبر کا مدرک بالغیر ہونا ضروری ہے۔ اور اگر حیوان کو خالق فرض کیا جائے تو اس کا ادراک ناقص ہے جو ساری خلقت کو حاوی نہین ہوسکتا۔ اور خالق مدبر کا علم ساری کائنات کو حاوی ہونا چاہیئے۔ اور اگر انسان کو خالق مانا جائے تو اس صورت مین دو خرابیان لازم آئین گی،

پہلی خرابی یہ ہے کہ انسان سے نفس ناطقہ جدا ہو جاتا ہے

پس وہ نفس کی جدائی کے بعد حیوان رہ جائیگا۔ اور حیوان سے
متحرک بالارادہ کی صفت بھی سلب ہو جاتی ہے لہذا اس صورتمین
وہ نبات رہ جائیگا۔ اور نباتات سے صفت نمو بھی نکل جاتی ہے بس
وہ جماد لاشعور ہو جاتا ہو پس انسان کو خالق ماننے کا نتیجہ یہ ہوگا
انجام مین وہ لاشعور ہو کے رہ جائے گا پھر کیسے وہ خالق
مدبر تسلیم ہو سکتا ہو،

دوسری خرابی یہ ہو کہ انسان چند چیزون سے مرکب ہے۔ اور
ہر ہے یہ بات کہ ہر مرکب سے اُسکے اجزار مقدم ہوتے ہین اور
مرکب حادث ہوتا ہو لہذا انسان کو بوجہ اسکے حادث ہونے کے
خالق و مدبر کی ضرورت پڑیگی۔ اب وہ خالق و مدبر یا اجزار
نسان ہون گے جو انسان پر وجود مین مقدم تھے یا کوئی دوسری
تت اُس کی خالق تسلیم کی جائے گی،

عقل کہتی ہو کہ اجزار انسانی اُس کے خالق نہین ہو سکتے اسلیے کہ
ان کے دو جزر ہین ایک بدن دوسرا روح۔ بدن مجموعہ ہے
ور مادہ کا پس وہ کیسے خالق مانا جا سکتا ہے۔ اب رہی رُوح
پنے افعال مین مادہ کی محتاج ہے پس جب تک روح کسی مادہ
نہ ملے کوئی فعل اس سے سرزد نہین ہو سکتا ہے۔ پس جبکہ خود
ح کو اس بات کی احتیاج دامن گیر ہوئی کہ اسے کوئی چیز مادہ سے
ے تو پھر وہ انسان کی خالق کیسے مفروض ہو سکتی ہے۔

الغرض انسان کے اجزا اس کے خالق نہین ہین بلکہ اسکی خالق
کوئی دوسری طاقت ہے۔ پس جبکہ موجودات عالم مین سے کوئی
چیز خالق و مدبر نہین ہو سکتی تو ماننا پڑیگا کہ یہ طاقت ان موجودات سے
علاوہ ہی جو ان تمام انواع سے بالاتر ہے جو آن نوعون کے اوصاف
متصف نہین ہی۔ پس وہ نہ مادہ ہی اور نہ روح و عقل نہ وہ جوہر ہی او
عرض، نہ وہ لطیف ہی اور نہ وہ کثیف۔ نہ وہ کسی جسم مین سماتی ہی اور نہ
ہوتی ہی۔ نہ اُسے کوئی جسم مس کر سکتا ہی اور نہ وہ محسوس ہوتا ہی نہ اُسے کوئی
انسان دیکھ سکتا ہی۔ اور نہ اُسکی حقیقت کو پا سکتا ہی کہ وہ انسان کے احاطہ
انواع سے نہین ہے۔ نہ اُس کیلیے کوئی جگہ مخصوص ہے اور نہ وہ کسی
مین ہی وہ محیط کل اور قدیم و ابدی ہی۔ وہ قادر مطلق اور خود مختار
وہ عالم کلیات و جزئیات ہے۔ اُسے زوال و تغیر و فنا نہین ہی وہی کا
کا خواہ وہ مرکب ہون یا بسیط صرف تنہا خالق و مدبر ہی اسی کا نام نامی
ہے۔ وللہ الشکر۔

وجودِ خدا کا ثبوت بعنوانِ دیگر

اگر انسان خود اپنی ہستی مین غور کرے تو اس کا
بہت جلد اس نتیجہ تک پہونچ سکتا ہی کہ وہ دنیا
آنے سے پہلے حجاب عدم مین روپوش تھا یا بقول دہریہ انسانی شکل مین نہ
وہ خود بخود عرصۂ وجود (یا شکلِ انسانی) مین نہین آیا کہ وہ بحالت
(یا پیکر حیوانی مین) خود مختار نہ تھا اور نہ وہ کبھی عیب گمنامی (یا حیوان
کا بدنما ٹیکا اپنی پیشانی پر نہ لگنے دیتا بلکہ وہ ہمیشہ سے موجود اور انسان

ہی ہوتا۔ نیز اُس کی روح کبھی اُسکے بدن سے جدا یا مضمحل نہ ہوتی بلکہ وہ ازل سے ایک حالت وہیئت مین رہتا حالانکہ ایسا نہین ہی بلکہ وہ پیدا بھی ہوتا ہی۔ متغیر بھی ہوتا ہے۔ آخر اُس کی روح اور بدن مین جدائی ہو جاتی ہے،

پس جبکہ جبکہ انسان کی سمجھ مین یہ بات آگئی کہ وہ اپنے وجود و بقا رمین مختار نہین ہی بلکہ وہ اپنے وجود مین بھی خالق کا محتاج تھا پھر وہ اپنی بقا رمین بھی مدبر کی احتیاج رکھتا ہے۔ اب اس مقدمہ کو طے کرکے انسان کو لازم ہے کہ اپنے خالق و مدبر کو پہچانے اور صرف اتنا ہی سمجھ لے کہ آیا وہ خالق و مدبر بالکل بے صفت ہے یا کچھ اوصاف بھی اُس سے سمجھ مین آتے ہین۔ آیا یہ صفات عین ذات خالق ہین یا ذات اور ہے اور صفات اس کے علاوہ ہین کہ صفت علم کی وجہ سے وہ عالم ہے۔ صفت قدرت نے اُسے قادر بنایا ہے۔ صفت حیات کے سبب سے اُسکو زندہ کہتے ہین

انسان یہ بھی غور کرے کہ وہ خالق اپنے افعال مین خود مختار ہے یا کسی دوسری چیز کا حاجتمند ہے۔ آیا وہ ازلی و ابدی ہی یا حادث و فانی ہے۔ پس جب امور مذکورہ مین انسان اپنی عقل سے کام لے گا تو ضرور بالضرور اُس کی سمجھ مین یہ بات آجائے گی کہ انسان کے خالق و مدبر کا ذی شعور ہونا صاحب ادراک و ارادہ ہونا اور خود مختار و غیر محتاج ہونا اور دنیا کی ہر کلی و جزئی سے باخبر ہونا ضروری ہی۔

اُسے اپنے افعال میں کسی چیز کی احتیاج نہیں ہے کہ جو چیز خود بے شعور وبے تمیز ہو۔ بے حس وغیر مدرک ہو۔ کسی قسم کا اختیار نہ رکھتی ہو۔ کسی چیز سے واقف نہ ہو وہ ہرگز موجودات عالم کی موجد وخالق نہیں ہو سکتی ہو کہ ایجاد وخلق عالم کے لیے شعور اور ادراک وعلم لازم ہے۔ موجد کا با اختیار ہونا ضروری ہے پس مادہ یا نیچر کی طرف جو بالکل بے شعور وغیر ممیز ہے۔ جس کے طبعی اقتضا میں اختلاف عقلاً ناممکن ہے اتنا بڑا عالم منسوب کرنا جس کے ہر ہر جز میں حکمت بھری ہوئی ہے سخت غلطی اور کج فہمی ہے جس کے تسلیم کرنیکے لیے عقل صافی ہرگز تیار نہیں ہے، جو لوگ مادہ یا اُسکی طبیعت (نیچر) میں قوت وشعور کے قائل ہیں تو اس صفت کے ماننے کے بعد بھی ایجاد خلق عالم کا انتساب ان کی طرف ناممکن ہے اسلیے کہ موجودات عالم میں اختلاف اور تفرقہ بالکل واضح ہے اور مادہ بسیط مانا گیا ہے۔ اور یہ بات فلاسفہ نے تسلیم کر لی ہے کہ بسیط کا اقتضاء طبعی یکسان ہوتا ہے اس میں تفاوت و اختلاف کی گنجائش نہیں ہے لہذا مادہ یا اسکی طبیعت ان بےشمار اور قسم قسم کے موجودات کی موجد کیسے ہو سکتی ہے پس معلوم ہوا کہ اس کائنات کی علت اور خالق ومدبر وہ با اقتدار ہستی ہے جو قادر ومختار بھی ہے۔ صاحب شعور وارادہ اور علم بھی ہے۔ وہ مادہ کی بھی خالق ہے اسی نے مادہ میں قوت بھی پیدا کی ہے اسی کا نام اللہ ہے،

تنبیہ اول وجود خدا پر بالفعل مین صرف دو دلیلون پر اکتفا کر کے مادیین اور آریہ کے توہمات کو باطل کرتا ہون،

درحقیقت اگر غور کیا جائے تو مادیین اور آریہ کے مسلک مین برائے نام فرق ہے کہ سماجیت کا حاصل بھی دہریت ہی۔ اس مسئلہ کی فی الجملہ توضیح مین اپنے رسالہ نجم الہدایہ مین کر چکا ہون کہ مادہ اور روح کو قدیم بالذات ماننے کے بعد خدا کا وجود بالکل بیکار ہو جاتا ہی۔ جب اُسے سزا دہی کی قانونی زنجیرون مین مقید سمجھا جاتا ہی جب کہ منوجی مہاراج کی بیان کردہ سزاؤن کی خلاف ورزی پرمیشر کے امکان مین نہین ہے۔ اور کسی معمولی جرم کو بخشدینا اس کے لیے مقدور نہین ہے۔ جبکہ آریہ اُسے کمہار کے مانند سمجھتے ہین تو اس کا ہونا نہ ہونا یکسان ہی،

مادیین کے زعم ناقص مین صرف مادہ پیدائش عالم کیلیے کافی ہی آریون کے نزدیک مادہ شریک علت عالم ہے کہ بغیر مادہ کے پرمیشر کسی چیز کے بنانے پر قادر ہی نہین ہے اور جب تک سزا یا جزا پوری نہو پرمیشر کسی روح کو مادہ سے جُدا نہین کر سکتا ہے۔ تو ایسی مجبور ہستی کو خُدا کہنا ہی بیکار ہے،

تنبیہ دوم مین نے رسالہ نجم الہدایہ مین وعدہ کیا تھا کہ حقیقت مادہ کے متعلق دہریون کے جتنے اقوال سخیفہ ہین اُن سب کو دوسرے رسالہ مین باطل کر دون گا۔ بنا برین اس رسالہ مین چند اقوال سے

تعرض کیا ہے کہ تمام اقوال درج کرنے سے رسالہ کا حجم مقررہ حد سے زیادہ ہوا جاتا تھا پس مین نے اختصار مدنظر رکھا۔ ہان اگر کسی حامی ملت برادر مومن نے اس رسالہ کا دوسرا حصّہ چھپوانے کا ذمہ لے لیا تو انشاء اللہ مشاہیر دہریہ مثلاً ڈارون۔ سپنسر وغیرہ کے نامعقول اور بے دلیل اختراعیات کو اللہ کی دی ہوئی طاقت سے باطل کردون گا،

حقیقت مادہ اور دمیقراطیس کا واہمہ اور اسکا ازالہ یہ ہے کہ دُنیا کی ترکیب سے پہلے فضائے غیر متناہی مین بیشمار و غیر محدود چھوٹے چھوٹے متحرک ذرے پھیلے ہوئے تھے۔ پس یہ متحرک ذرّے خود بخود آپس مین ملے اور رفتہ رفتہ دنیا کی چیزین موجود ہونے لگین اور سلسلہ جاری ہو گیا،

حکیم موصوف کے خیال مین یہ متحرک ذرے ٹھوس ہین اور ناقابل تقسیم ہین۔ یہ ذرے بسیط ہین۔ ازلی ہین۔ ان کی حرکت بھی ازلی ہے جو کسی وقت ان ذرون سے جدا نہین ہوئی اور نہ آئندہ کبھی جُدا ہوگی۔ یہ ذرے شعور و ادراک اور علم و فہم نہین رکھتے ہین،

مین کہتا ہون حکیم مذکور کا بے دلیل دعوی کہ ذرون کی حرکت ذاتیہ خود بخود کل موجودات عالم کی سبب ہوئی ہے بچند وجوہ باطل ہے،

پہلی وجہ یہ ہے کہ ان بے شعور متحرک ذرون کا خود بخود باہم ملنا پھر اُنکے

اتصال کا باقی رہنا بغیر دوسری بالارادہ طاقت کے محال ناممکن تھا اسلیے کہ ان ذرّون کی حرکت کے متعلق عقلاً دو ہی احتمال ہو سکتے ہین اوّل یہ کہ ان ذرون کی حرکت بلحاظ قوت و طاقت اور سرعت یکسان مانی جائیگی دوم یہ کہ ان کی حرکت کی قوت و ضعف مین کمی بیشی فرض کیجائیگی پہلی صورت مین یہ متحرک ذرے متصل ہی نہین ہو سکتے تھے کہ سب کے سب قوت مین برابر مفروض ہوے ہین اور اگر بالفرض کچھ ذرے اُچٹ اُچٹ کر دوسرے ذرون پر بھی جا پڑے ہونگے تو نیچے والے ذرے اُن کے نیچے سے کھسک گئے ہونگے کہ یہ بھی متحرک تھے اور قوت و سرعت مین اوپر والے ذرون کے برابر تھے پھر کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ خواہ مخواہ دبے ہوے رہتے اور اُن سب کے اجتماع سے ایک ترکیبی صورت پیدا ہوتی - اسی طرح اوپر والے ذرون کا بھی کوئی روکنے والا نہ تھا پس وہ بھی پھر کود کود کر اِدھر اُدھر جا پڑے ہونگے - اب کوئی دہریہ بتائے کہ ان متحرک ذرّون کا اتصال کیونکر باقی رہ سکتا تھا - ہان اگر ذرون پر ایک بالادست حاکم تسلیم کر لیا جائے اور اسی کی طرف اُن ذرون کی ترکیب اور اتصال منسوب کیا جائے تو معاملہ سہل و آسان ہو جائے گا اور اعتراض مذکور وارد نہ ہو گا،

دوسری صورت مین البتہ متحرک ذرون کا اتصال ممکن مفروض ہو سکتا ہے کہ طاقتور ذرّے اچھل اچھل کر ضعیف الحرکہ ذرون پر جا پڑے

ہونگے اور اُن کو اپنے نیچے داب لیا ہوگا مگر اس جگہہ دو سوال پیدا ہوتے
ہین اول یہ کہ ہمنے مانا کہ نیچے والے ذرے بسبب اپنی کمزوری
کے دب گئے تھے لیکن اوپر والے ذرون کو کس طاقت نے روکا تھا
کہ اتصال باقی رہا اور مادہ مین ترکیبی صورت پیدا ہونے لگی،

دوسرا سوال یہ وارد ہوتا ہو کہ لاشعور و غیر تمناہی ذرون کی حرکت
مین قوت و ضعف کیسے پیدا ہو گیا - اس کا جواب دہریے یون دینگے کہ
خود بخود بعض ذرون کی حرکت ازل سے کم تھی اور بعض کی زیادہ تھی
مین کہونگا یہ منصوبہ قطعاً باطل ہے اس لیے کہ ذرات مادہ بسیط
مانے گئے ہین اور بسیط کی طبعی خواہش ایک اور یکسان ہوتی ہے پس
ان ذرون کی بساطت کی وجہ سے اُن کی طبعی خواہش یکسان ہونی
چاہیئے جس مین تفاوت نا ممکن ہے پھر کیونکر مانا جا سکتا ہو کہ بسیط ذرونکی
حرکت خود بخود کم و بیش تھی لہذا تسلیم کرنا پڑیگا کہ بسیط ذرے ازلی نہین
ہین اور نہ ان کی حرکت طبعی ہو بلکہ ان کو ایک با اقتدار ازلی طاقت نے
پیدا کر کے اپنے اختیار و ارادہ سے جس طرح چاہا اُن کو مرکب فرمایا
اور مختلف قسم کی چیزین خلق فرمائین اُسی کا نام اللہ ہے،

دوسری وجہ بطلان مسلک دمیقراطیس کی یہ ہے کہ جب ذرات
مادہ بالکل لاشعور و بے علم ہین تو اُنھون نے کیسے سمجھ لیا کہ چیونٹی
بننے کے لیے چند ذرون کے اتصال کی ضرورت ہے اور ہاتھی
پیدا ہونے کے لیے ذرون کا ایک ڈھیر ہونا چاہیئے - اسی طرح

ذرو مادہ مین امتیاز و تفرقہ کیسے ہو گیا،

تیسری وجہ | یہ ہو کہ بے شعور ذرات مادہ کے فرضی خود رو اتصال و ترکیب کے بعد اس کی انواع اجناس۔ اصناف۔ اشکال امزجہ مین اختلاف کیون اور کیسے ہو گیا۔ یعنی کچھ ذرّے آگ کیسے بنے اور آگ مین حرارت اور حدت کہان سے آگئی۔ کچھ ذرے پانی کیسے بن گئے اس مین رطوبت اور برودت کیونکر پیدا ہو گئی۔ کچھ ذرے ہوا۔ مٹی قسم قسم کے پتھر۔ طرح طرح کے درخت۔ بھانت بھانت کے جانور رنگ رنگ کے آدمی۔ سورج، چاند، ستارے کیسے بن گئے، اور بسیط مادہ کا مقتضاے طبعی کس قوت نے بدل دیا۔ یہ اختلاف موجودات ان ذرات کا فعل نہین ہے ورنہ پھر ذرون کو بسیط اور ناقابل تقسیم کہنا ایک غلط واہمہ قرار پائیگا۔ پس لامحالہ ان ذرون پر صاحب اختیار فرمان روا تسلیم کرنا لازم ہو گا اسی قادر علی الاطلاق کا اسم گرامی اللہ ہے،

نیوٹن کا خیال اور اُس کا ابطال | یہ شخص قائل تھا کہ سالمات سے مادہ مرکب ہے یہ سالمات قابل تسلیم نہین ہین۔ ان مین سے ہر ایک ذرہ دو متضاد قوتین یعنی قوت جذب اور قوت نفرت رکھتا ہے۔ پس دنیا کی پیدایش سے پہلے بعض سالمات کی قوت جاذبہ نے دوسرے سالمات کو اپنی طرف کھینچ لیا بلکہ طرفین سے کشش ہوئی پس سالمات ملتے رہے اور رفتہ رفتہ

چیزین بننے لگین - اور جب ان سالمات کی قوت نافرہ زور لگاتی ہے تو یہ ذرے متفرق ہوجاتے ہین - اسی تفرق کا نام موت اور فنا ہے - عالم کی پیدائش وفنا کا یہ سلسلہ ہمیشہ سے ہے اور یون ہی جاری رہے گا،

مین کہتا ہون نیوٹن نے دعوی تو عجیب وغریب کیا ہے مگر اس تخیل پر اُس نے کوئی دلیل قائم نہین کی ہے بلکہ اُس نے محض اپنے توہم پر بنا رکھی ہے اس لیے کہ اس نے موجودات عالم کے اجزار مین کبھی اتصال دیکھا اور کبھی اُن کے باہم افتراق پایا - لہذا اس نے اجزار کے اتصال سے یہ نتیجہ برآمد کیا کہ جن ذرون سے یہ اجزار مرکب ہین ان مین قوت جاذبہ موجود ہے - پھر اُس نے اجزاء مرکب کو اور اجزار کے ذرات کو متفرق ہوتے ہوے پایا تو اُس تفرق سے اُس نے قیاس کرلیا کہ ان ذرون مین قوت نافرہ بھی ہے لہذا اُس نے موجودات عالم کی تولید وفنا کو ان ذرون کی قوت جذب ونفرت کا نتیجہ سمجھ لیا اور وجود خدا کا منکر ہوگیا،

حالانکہ اگر معمولی طور سے بھی غور کیا جائے تو نیوٹن کا واہمہ بالکل بے اصل ثابت ہوگا اور اُسپر چند اشکال وارد ہونگے

پہلا اشکال یہ ہے کہ نیوٹن کے نزدیک سالمات بسیط ہین اور دنیا جانتی ہے کہ بسیط کی طبعی خواہش ایک ہی ہوتی ہے لہذا تمام سالمات بسیط کا مقتضائے طبعی یکسان اور ایک ہی مانا جائیگا - اب وہ

ایک خواہش یا قوت جذب ہوگی تو اس صورت مین سالمات کو ہمیشہ
متصل رہنا لازم ہوگا اور ان کا خود بخود باہمی افتراق اور آپس سے
جُدا ہوجانا محال و ناممکن قرار پائیگا،

اور اگر سالمات کی خواہش طبعی صرف قوت نفرت ہوگی تو اس
صورت مین ذرون کا خود بخود اتصال ناممکن ہوگا۔ پس جبکہ دونون
صورتین باطل ثابت ہوئین تو سالمات مین خود بخود دو متضاد قوتون کا
تسلیم کرنا غلط ہوا۔ ہان اگر ان سالمات کو مخلوق مان کر اُن سے بالاتر
ایک زبردست اور با اختیار طاقت کا وجود تسلیم کر کے پیدایش کائنات
کا سلسلہ اسی طاقت کی طرف منسوب ہو تو کوئی حرج نہین ہے

دوسرا اشکال یہ ہے کہ نیوٹن نے سالمات کو ٹھوس اور ناقابل
تقسیم مانا ہے تو اس صورت مین سالمات کے اندر صرف قوت جذب
ہی فرض کرنا باطل ہے اس لیے کہ جذب کا نتیجہ اور حاصل یہ ہے
کہ ہر ایک ذرہ دوسرے ذرون کو اپنی طرف کھینچے اور خود بھی کھینچے
بنابرین جذب کے لیے ہر ایک ذرہ مین صفت فعل اور انفعال
دونون مانی جائین گی کہ صفت فعل کی وجہ سے ہر ایک ذرّہ دوسریکو
کشش کرے گا اور صفت انفعال کے سبب سے خود کھینچے گا۔ پس
جبکہ سالمات مین صفت انفعال ضروری ہوئی تو اُن کو ناقابل تقسیم سمجھنا
غلط ہے۔ اس لیے کہ جو چیز کسی کا اثر قبول کرتی ہے وہ عقلاً قابل تقسیم
بھی ہوتی ہے،

الحاصل دہریون کو لازم ہے کہ یا سالمات مین قوت جذب سے ہاتھ اُٹھائین یا اُن کو قابل تقسیم سمجھین۔ ہمارے اس اشکال سے نیوٹن کے دو دعوُن مین سے ایک باطل قرار پاتا ہے،

تیسرا اشکال یہ ہے کہ سالمات مین دو متضاد قوتون (جذب ونفرت) کا فرض کرنا ہی باطل ہے اس لیے کہ ان دونون قوتون کے متعلق عقلاً تین احتمال پیدا ہوتے ہین۔ اول یہ کہ دونون قوتین ازلی مانی جائین گی۔ دوم یہ کہ دونون حادث متصور ہونگی۔ سوم یہ کہ ایک ازلی اور دوسری حادث فرض کی جائے گی۔ مین کہتا ہون کہ یہ تینون صورتین باطل اور ناممکن ہین،

پہلی صورت اس لیے باطل ہے کہ اگر یہ دونون قوتین ازلی ہوتین تو لازم تھا کہ دونون بیک وقت اپنا اپنا اثر دکھاتین یعنی جسوقت قوت جذب اثر کرتی اسی وقت قوت نفرت کا بھی اثر ظاہر ہوتا۔ اس لیے کہ یہ ممکن نہین ہے کہ دونون قوتون کو ازلی ماننے کے بعد ایک قوت کا ظہور مانا جائے، اور دوسری قوت کو معطّل سمجھا جائے، ورنہ وہ قوت ازلی نہ رہے گی۔ پس جبکہ دونون قوتون کے اثر کا ظہور لازم ہوا تو جس وقت قوت جذب نے اپنی طرف ذرّونکو کشش کیا ہوگا بس اسی وقت ہر ایک ذرہ کی قوت نفرت نے بھی اپنا زور دکھایا ہوگا اب کوئی دہریہ بتائے کہ اس صورت مین دو متضاد ازلی قوتون والے سالمات کا خودبخود باہم اتصال کیونکر ممکن ہو سکتا تھا اور جبتک

کہ ان کے باہم اتصال نہوگا تو اجسام کی ترکیب کیونکر ممکن ہوگی،
دوسری صورت یعنی ذرون کی دو نون قوتون کا حادث
ہونا اس لیے باطل ہی کہ اس کو نیوٹن کے اتباع تسلیم نہ کرینگے
ورنہ پھر ہمارا مطلب ثابت ہو جائے گا اور دہریون کو وجود خدا
ماننا پڑے گا جو سالمات مین دو حادث قوتون کا خالق قرار
پائے گا۔ اور یہ ہم بیشتر لکھ چکے ہین کہ سالمات کی طبیعت بسیطہ
کا مقتضی ایک سے زیادہ ممکن نہین ہے۔ لہذا ان دونون متضاد
قوتون کو ذرات کی طبیعت کا خاصہ کہنا غلط ہو گا۔ اور اگر یہ کہا
جائے کہ سالمات مین کبھی قوت جاذبہ اور کبھی قوت نافرہ
خود بخود پیدا ہو جاتی ہے۔ مین کہتا ہون یہ توہم قطعاً غلط ہی
اس لیے کہ سالمات مین شعور و ادراک بالکل نہین ہے۔ پس
بے شعور ہستی مین بغیر کسی علت کے خود بخود دو مختلف قوتون کا
اس طور سے پیدا ہونا کہ اول قوت جاذبہ پیدا ہو اور وہ دیگر
سالمات کو کشش کر کے ترکیب جسم کی باعث ہو پھر ایک مُدّت
کے بعد قُوت جاذبہ دور ہو کر قوت نافرہ پیدا ہو جس کی وجہ
سے اجزاء بدن متفرق ہو جائین ناممکن ہے اس لیے کہ ایسے
افعال متمائزہ کے لیے علم و شعور و ادراک اور اختیار و اقتدار
کا موجد مین ہونا ضروری ہے حالانکہ موجد کے دہریے مُنکر
ہین پھر یہ دو مختلف قوتین ترتیب وار خود بخود کیسے پیدا

ہوسکتی ہین - ہان اگر وجود خدا کا اقرار کرلیا جائے تو معاملہ آسان ہوجائے گا،

تیسری صورت یعنی ایک قوت کا ازلی اور دوسری کا حادث مفروض ہونا اس لیے باطل ہے کہ اگر قوت جاذبہ ازلی مانی جائے گی تو قوت نافرہ کا اُس کی موجودگی مین پیدا ہونا محال ہوگا ورنہ دو متضاد قوتون کے مختلف عمل اور تاثیر کا ایک وقت مین جمع ہونا لازم آئے گا جو عقلاً ناممکن ہی اور اگر قوت نافرہ ازلی متصور ہوگی تو قوت جاذبہ کا وجود ناممکن ہوگا وجہ وہی ہے جو اسکے پیشتر مذکور ہوئی

یا یون کہا جائے کہ دو مخالف قوتون مین سے جو قوت بھی ازلی مانی جائے گی تو دوسری قوت کا حدوث ممکن نہوگا ورنہ قوت مفروضہ ازلی نہ رہے گی پھر دونون قوتین حادث ہوجائینگی اس لیے کہ اگر قوت جذب کو ازلی سمجھا جائے گا تو کل سالمات آپس مین ہمیشہ سے متصل قرار پائین گے پس اگر ایسا ہوتا تو کل موجودات کی ایک ہی مقدار اور ایک ہی شکل ہوتی نیز یہ سالمات آپس سے کبھی جدا نہوسکتے حالانکہ ایسا نہین ہے کہ موجودات کی مقدارین بھی مختلف ہین اور شکلین بھی نیز اجزا مرکبہ جدا اور پراگندہ بھی ہوتے ہین پس معلوم ہوا کہ سالمات : قوت جذب ازلی نہین ہے بلکہ حادث ہی،

اور اگر قوت نافرہ کو ازلی فرض کیا جائیگا تو لازم تھا کہ تمام سالمات ہمیشہ سے جُدا جُدا رہتے اور کبھی باہم متصل نہوتے حالانکہ یہ بھی صحیح نہین جیسا کہ اجسام موجودات سے ظاہر ہی لہذا ثابت ہوا کہ سالمات کی قوت نافرہ بھی ازلی نہین ہے بلکہ یہ بھی حادث ہے،

الغرض جبکہ سالمات کی قوت جذب و نفرت کے متعلق تینون احتمال باطل قرار پائے تو ثابت ہوگیا کہ سالمات حادث ہین اور اُن پر ایک صاحب اقتدار طاقت حکمران ہے جو ان بے شعور ذرون مین اپنے ارادہ اور اختیار سے کبھی قوت جذب پیدا کردیتی ہے کہ یہ ذرے اُسکی مشیّت کے مطابق باہم متصل ہوجاتے ہین - اور دنیاوی کوئی چیز بنجاتی ہے - پھر وہی طاقت بوقت مصلحت ان ذرون مین قوت نافرہ پیدا کردیتی ہے کہ مجموعہ بگڑجاتا ہے اور اجزار اُسکے متفرق و پراگندہ ہوجاتے ہین - الحاصل اِن موجودات عالم مین کبھی ترکیب کا ظاہر ہونا اور کبھی اُس ترکیب کا بگڑجانا اُسی طاقت کا کرشمہ ہے،

چوتھا اشکال | جبکہ نیوٹن ان سالمات مین قوت جذب و نفرت کو ازلی مانتا تھا اگرچہ یہ واہمہ غلط ثابت ہوا تاہم قوت جذب کے ازل سے موجودگی مین موجودات عالم کی پیدایش کو رفتہ رفتہ سمجھنا غلط اور مہمل ہوا

پانچوان اشکال یہ ہے کہ سالمات کا بے شعور اور غیر مدرک ہونا پھر اُن کے بسیط ہونے کی وجہ سے اُن کی طبعی خواہش کا یکسان ہونا - پھر اُن مین خود بخود قوت جذب و نفرت کا نا ممکن ہونا اس بات کی ادلۂ قویہ ہین کہ موجودات عالم کے باہم اُن کی جنس - نوع - صنف - شکل - مقدار - کیفیت - مزاج - خاصیت وغیرہ مین تفرقہ اور اختلاف خود بخود نہین ہوا ہے بلکہ ایک زبردست ازلی طاقت نے اپنی قدرت و اختیار و ارادہ سے مادہ کو پیدا کر کے پھر ارواح کو خلق فرما کے ان موجودات کو اپنی حکمت و مصلحت کے مطابق پیدا کیا ہے اُسی کا نام گرامی اللہ ہے جس کی ہستی کا انکار جنون ہے،

ابیقورس کا منصوبہ اور اُس کا ازالہ

دیوجانس حکیم کے شاگردون مین سے ابیقورس ایک نہایت عقل سوز فلسفہ کا بانی ہوا ہے - وہ قائل تھا کہ مادہ قدیم ہے مادہ خود بخود صورتین بدلتا رہتا ہے - زمانہ کے تغیر و تبدل سے نباتات کی جنسین اور حیوانات کی نوعین مختلف ہو گئی ہین - انسان (ابیقورس) ابتداءً سور کی شکل تھا پھر زمانہ کے تغیر سے اول اُس کے بال جھڑے پھر رفتہ رفتہ اُس کا قد سیدھا ہوا اور صورت موجودہ اس نے اختیار کی - مین کہتا ہون ابیقورس کا یہ قول اولاً اس لیے باطل ہی کہ اُس نے اپنے نامعقول دعوے پر کوئی برہان عقلی اور دلیل قطعی

قائم نہین کی ہی بلکہ اُس نے قول مذکور کی بنا محض اپنے تخیل کاذب پر
رکھی ہے۔ ثانیاً اس لیے کہ اُس کے منصوبہ پر چند اعتراضات
قویہ وارد ہوتے ہین اور خود ابیقورس کے مسلمات سے اُس کا
واہمہ غلط اور مہمل قرار پاتا ہی۔

پہلا اعتراض | یہ ہے کہ حکیم مذکور نے جبکہ مادہ کو قدیم اور بسیط مانا
ہے تو لازم تھا کہ مادہ کے طبعی اقتضار سے کل موجودات عالم کی
صرف ایک ہی مقدار اور ایک ہی شکل ہوتی اور اُن کے باہم
اختلاف نہ ہوتا پس جبکہ بسیط مادہ کی شکل طبعی ایک ہی ہونی چاہیے
تھی تو پھر اس کا خود بخود صورتین بدلنا ممکن نہین ہو سکتا ہے

دوسرا اعتراض | جبکہ مادہ مین شعور و ادراک نہین ہی۔ اسکی طبیعت
بسیطہ ازل سے ایک ہی شکل کی خواہش رکھتی ہی اور مادہ خود مختار
نہین ہے تو اس کا طبعی اقتضار خود بخود ہرگز نہین بدل سکتا تھا
پس تغیر زمانہ کی طرف مادہ کے تبدل اشکال کو منسوب کرنا غلط ہے
اس لیے کہ زمانہ خود بے شعور ہے جو کسی چیز کی علت نہین ہو سکتا ہے
بلکہ ان امور مختلفہ مذکورہ کا انتساب ایسی علت کی طرف ہونا لازم ہے
جو صاحب علم و ارادہ ہو با اختیار ہو۔

تیسرا اعتراض | ہمنے مانا کہ ابیقورس ابتدائً سور کی شکل تھا لیکن اس
جگہ تین سوال پیدا ہوتے ہین۔ پہلا سوال یہ ہے کہ ابیقورس کے
بے شعور و بے علم مادہ نے سب سے پہلے یہ شکل خبیث و ناپاک و فضلہ خور

کس لیے پسند کی تھی۔ وجہ ترجیح کیا تھی۔ اس خبیث صورت مادہ کا طبعی اقتضا، قرار دینا جائز نہین ہے۔ ورنہ پھر اس کی صورت کا خود بخود تبدل ممکن نہ ہوتا۔ دوم یہ کہ سور کے بالون کا گر جانا تو ممکن ہے کہ جسم سے بال جھڑتے ہی رہتے ہین لیکن تغیر زمانہ کی وجہ سے سور کے قد کا سیدھا ہو جانا غلط ہے اس لیے کہ مشاہدہ گواہ ہے اس بات پر کہ جتنی عمر دراز ہوتی ہے ضعف و نقاہت مین ترقی ہوتی ہے۔ قد جھکتا رہتا ہے۔ یہ انحطاط صرف جاندارون سے مخصوص نہین ہے بلکہ نباتات اور معدنیات اور جمادات مین بھی اس کا ظہور ہوتا رہتا ہے لہذا کوئی وجہ نہین ہے کہ مشاہدہ اور عادت جاریہ کے خلاف جھکے ہوے قد کا تغیر زمان کی وجہ سے سیدھا ہو جانا تسلیم کیا جاے،

تیسرا سوال یہ ہے کیا وجہ ہے کہ اہلیہ ابیفورس نے جب انسانی شکل کو اختیار کیا تھا تو اُس کی بارہ پستانون مین سے دس غائب ہو کر صرف دو باقی رہ گئین۔ اس سے زیادہ کیون نہ رہین،

دیگر مادیین کے توہمات اور اُن کے جوابات

اِن دہریون مین ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ تمام ارضی و سماوی چیزون کی موجودہ ہیئت ازل سے یون ہی چلی آتی ہے۔ ہر تخم مین بیشمار درخت پوشیدہ ہین۔ ہر نطفہ حیوانیہ مین بے انتہا جراثیم مخفی ہین جو ازل سے نکل رہے ہین اور یون ہی ہمیشہ نکلتے رہین گے۔ مین کہتا ہون یہ قول بچند وجہ

باطل ہے

اوّل اس لیے کہ تخیل مذکور کی نبنا پر ایک محدود چھوٹی سی مقدار مین غیر متناہی مقدارون کا موجود ومنحصر ہونا لازم آتا ہے جو بداہتہً محال ہے،

دوم اس لیے کہ بکثرت حیوان اور انسان دنیا سے گذر گئے مگر ایک چوہے کا بچہ بھی زندگی بھر اُن کو نصیب نہ ہوا پس اگر نطفہ مین بیشمار جراثیم موجود ہوتے تو ہرگز اُن کی نسل قطع نہ ہوتی بلکہ اب بھی بہت سے اشخاص موجود ہین کہ انتہائی کوشش پر بھی اُن کو اولاد نہین ملتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ نطفہ مین جراثیم نہین ہوتے ہین،

سوم اس لیے کہ اگر نطفہ مین بیشمار جراثیم موجود ہوتے تو ہرگز ممکن نہ تھا کہ ایک شخص کے یہان عمر بھر مین صرف ایک بچہ پیدا ہو اور دوسرے کے یہان اولاد کی فوج اکٹھی ہو جائے بلکہ ہر شخص کی اولاد عدد مین برابر ہوتی حالانکہ ایسا نہین ہے جس سے ظاہر ہوا کہ نطفہ مین جراثیم ہی نہین ہین،

چہارم اس لیے کہ بعض حیوان یا انسان کے یہان صرف مادہ یا لڑکیون کا پیدا ہونا اور بعض کے یہان صرف نر یا لڑکون کا متولد ہونا اور بعض کے یہان دو قسم کی اولاد کا ہونا اور بکثرت جاندارون کا بے اولاد رہجانا وغیرہ وغیرہ دلیل ہے اس بات کی کہ نطفہ مین خود بخود جراثیم پیدا نہین ہوتے ہین ورنہ یہ تفرقہ

ہرگز رونما نہ ہوتا بلکہ یہ اختلاف بتا رہا ہے کہ عالم کا پیدا کرنے والا ایک با اختیار خدا ہے جو کسی نطفہ مین بقار نسل کے لیے اپنی مصلحت کے موافق ایک قسم کے جرثومے پیدا کر دیتا ہے۔ کسی نطفہ مین دو قسم کے نر و مادہ جرثومے بنا دیتا ہے کسی مین صرف ایک جرثومہ خلق فرماتا ہے۔ کسی کو بے اولاد رکھتا ہے اسیطرح تخمون سے بھی اس کی حکمت متعلق ہوتی ہے کہ تخم کے مخالف پودا زمین سے نکلتا ہے۔ مثلاً زمین مین گیہون ڈالے جاتے ہین۔ وقت مناسب پر پانی بھی دیا جاتا ہے مگر پھر بھی سیہون پیدا ہوتا ہے جسمین دانہ بالکل نہین ہوتا ہے،

مادیین کا دوسرا گروہ یہ کہتا ہے کہ نظام ارضی وسماوی اور سلسلۂ حیوانات و نباتات ازلی ہے مگر جراثیم اور تخم خود بخود حادث ہوتے رہتے ہین۔ ہر تخم اور جرثومہ ایک قالب ہے جسمین سے اُسکے مشابہ اور ہم صورت چیزین برآمد ہوتی رہتی ہین۔ مین کہتا ہون یہ قول بھی لغو اور مہمل ہے اس لیے دنیا مین بکثرت مثالین مشاہدہ مین آچکی ہین کہ انسانی نطفہ سے انسان کے یہان جانور اور حیوانی نطفہ سے حیوان کے یہان انسان پیدا ہوا ہے۔ نیز تام الخلقۃ سے ناقص الاعضا اور اُسکے برعکس بھی متولد ہوتا ہے، پس قالب کی مشابہت کا اعتراض منصوبہ غلط ثابت ہوا۔ لہذا اس صورت مین بھی ایک با اقتدار ہستی ماننی پڑے گی کہ اختلاف مذکور جس کی قدرت کا ادنی نمونہ

اور کرشمہ کہلائیگا،

مادیین کا تیسرا گروہ

یہ کہتا ہے کہ بے شعور مادہ قدیم و ازلی ہے مگر نباتات اور حیوانات کا سلسلۂ توالد قدیم نہین ہے بلکہ حادث ہے اس لیے کہ حیوانات کے جراثیم اور نباتات کے تخم اسوقت پیدا ہوے تھے کہ جب کرۂ ارض کی حرارت اور حدت مین کمی ہو گئی تھی اُس کے بعد پھر نہ کوئی جرثومہ پیدا ہوا اور نہ کوئی تخم متکوّن ہوا بلکہ وہی تخم اور جراثیم صورتین بدل رہے ہین۔

مین کہتا ہون یہ قول بھی لغو ہے اوّل اس لیے کہ بے دلیل دعوی ہے ثانیاً اس لیے کہ اگر زمین کی حرارت وحدت اُسکا طبعی خاصہ اور لازمہ تھی تو اس حرارت کا فنا یا کم ہونا ممکن نہین تھا کہ لازم کا اپنے ملزوم سے جُدا ہونا محال ہے۔ اور اگر یہ حرارت وحدت زمین کا طبعی خاصہ اور لازمہ نہ تھی تو اس صورت مین ایک دوسری با اختیار طاقت ماننی پڑے گی جس نے زمین کو پیدا کر کے خوب تپایا ہو پھر اُس کی گرمی دور کر کے تخم اور جراثیم اس مین خلق فرمائے لہذا مادیین کا وجود خدا سے انکار باطل ہو گیا،

اگرچہ پیدایش دُنیا کا یہ عنوان ہمارے مذہبی نقطۂ نظر سے ٹھیک نہین ہے لیکن مادیین کے مسلمات کے مطابق کلام کیا گیا ہے،

مادیین کا چوتھا گروہ

یہ کہتا ہے کہ اب بھی مادہ سے جراثیم اور تخم بنتے رہتے ہین بلکہ آتشین مقامات مین بھی اُنکا تکوّن ہوتا ہے حالانکہ ان مقامات مین حرارت سخت اور شدید تر ہوتی ہے،

مین کہتا ہون اس قول پر بھی وہی اعتراض وارد ہوتا ہے جو ابھی مذکور ہوا۔ نیز یہ بھی کہا جاے گا کہ آتشین مقامات مین خود بخود تخم اور جراثیم کا پیدا ہونا ممکن نہین ہے کہ حرارت باعث افتراق ہوتی ہے۔ جو چیز آگ مین ڈالی جاتی ہے آگ کی حدت اُس کے اجزار کو پراگندہ کردیتی ہے۔ پس آتشین مقامات مین مادہ کے اجزار شدت حرارت کی وجہ سے متصل ہی نہ ہونے پائین گے پھر تخم اور جراثیم کیسے بنین گے۔ ہان اگر مادہ سے بالاتر ایک زبردست جبار طاقت کا وجود مانا جائے تو البتہ مسئلہ تکوّن بخوبی حل ہوجائے گا۔ وہی طاقت اپنی قدرت سے حرارت کے اثر کو روکدے گی،

مادیین کا پانچوان گروہ

یہ کہتا ہے کہ ابتدا ءً زمین آگ کا گولا تھی اور آفتاب سے متصل تھی۔ تخم اور جراثیم اس مین خود بخود متکوّن ہوئے پھر آفتاب سے زمین جُدا ہوئی اور تخمون نے نباتی شکلین۔ جراثیم نے حیوانی اور انسانی صورتین اختیار کرلین۔ پس سلسلۂ پیدایش شروع ہوگیا۔

مین کہتا ہون یہ مسلک بھی غلط اور لغو ہی،

اولاً اس لیے کہ مین ابھی لکھ چکا ہون کہ آتشین مقامات مین شدت ناریت کی وجہ سے خود بخود کوئی چیز متکون نہین ہو سکتی ہی۔ ثانیاً اسلیے کہ اگر زمین بوجہ اپنی خواہش طبعی کے آفتاب سے ملی ہوئی تھی تو اس کا اپنے مرکز طبعی سے خود بخود جدا ہو جانا محال و ناممکن تھا کہ ہر چیز اپنی طبیعت کے لحاظ سے اپنے ہی مرکز مین رہنا چاہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آدمی اور چوپایے وغیرہ خود بخود زمین سے نہ بلند ہو سکتے ہین اور نہ اُڑ سکتے ہین،

اسی طرح ڈھیلے پتھر وغیرہ بھی زمین کو خود بخود نہین چھوڑ سکتے ہین۔ ہان اگر کوئی دوسری قوت پتھر کو اوپر کیطرف پھینکے تو پھر وہ زمین کی طرف پلٹ آتا ہے اس لیے کہ زمین اُسکا طبعی مرکز ہے۔ الغرض زمین اپنے مرکز طبعی یعنی آفتاب کو خود بخود ہرگز نہین چھوڑ سکتی تھی،

ہان اگر کوئی زبردست طاقت مانی جائے جسنے اپنے اقتدار و اختیار سے زمین کو آفتاب سے جُدا کیا ہو تو معاملہ آسان ہو جائیگا اور اگر زمین کو آفتاب سے کسی دوسری طاقت نے ملایا تھا پھر اُسی نے آفتاب سے اُس کو جدا بھی کر دیا تو ایسی طاقت کی موجودگی مین کس لیے کہا جاتا ہے کہ جرا ثیم اور تخمون کا زمین مین خود بخود تکوّن ہوا ہے بلکہ اُسی بے نظیر طاقت کی طرف اُن کی پیدائش بھی

منسوب کرنی چاہیئے نہ کہ اُس کی ہستی کا انکار کیا جائے،

مادیین کا چھٹا گروہ

یہ کہتا ہے کہ مادہ کے اجزائے ذی حیات سے اوّل تخم اور جراثیم خود بخود بنے پھر یہ دونون متحرک ہوئے اور مادہ کے اجزائے بے حیات کو اُنھون نے اپنی غذا بنایا پس جراثیم سے انواع انسان وحیوان اور تخمون سے اجناس نباتات خود بخود پیدا ہونے لگین اور توالد کا سلسلہ جاری ہوگیا۔

مین کہتا ہون یہ قول بھی غلط ہے،

اوّل اس لیے کہ یہ دعویٰ بے دلیل ہے،

دُوم اس لیے کہ بسیط مادہ کے بعض حصّہ کا ذی حیات ہونا اور بعض کا بے حیات رہنا قطعاً ناممکن ہے کہ بسیط کی طبیعت کا اقتضا مختلف اور متفاوت نہین ہوتا ہے۔ ہان اگر مادہ کے علاوہ کوئی با اختیار طاقت مانی جائے تو مادہ کا یہ تفرقہ اس کی قدرت کا کرشمہ کہلائے گا

سُوم اس لیے جبکہ مادہ کو دہریون نے قدیم وازلی مانا ہے تو پھر بعض اجزار مادہ کا غذا ہوجانا غلط ہے کہ اس سے قدامت مادہ پر حرف آتا ہے اب یا قدامت مادہ سے ہاتھ اُٹھا کر اسے حادث مانا جائے یا بعض اجزار مادہ کا غذا ہوجانا باطل سمجھا جائے،

چہارم اس لیے کہ مادیین قائل ہین کہ تحلیل کیمیاوی کے بعد نطفۂ انسان وحیوان مین کوئی تفرقہ اور امتیاز نہین ہوتا ہے بلکہ

ہرایک سے مشابہ اجزائے بسیطہ برآمد ہوتے ہین لہذا اس مسلمہ
سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان دونون نطفون مین نہ جراثیم تنوّعیہ
جو خود بخود پیدا ہوئے ہون اور نہ اُن کے باہم بالذات کوئی
تفرقہ ہوتا ہے بلکہ مادہ سے بالاتر ایک ازلی طاقت موجود
ہے جو اپنی مشیت کے مطابق نطفہ مین جراثیم پیدا کرتی ہے
اور اگر اُس کی مصلحت نہین ہوتی تو جراثیم خلق نہین ہوتے پھر
زندگی بھر نہ انسان کو اولاد کی صورت نصیب ہوتی ہے اور
نہ حیوان کو۔ اور یہ بھی اُس کی قدرت کا ایک کرشمہ ہے کہ انسانی
نطفہ سے انسان کے یہان کبھی حیوان اور حیوانی نطفہ سے حیوان کے یہان
کبھی انسان متولد ہوتا ہے، فتبارک اللہ احسن الخالقین،

علاوہ اس کے مدت حمل کا اختلاف نر و مادہ کی تشکیل
بچون کی تعداد۔ تام و ناقص کی تعیین۔ انواع نباتات کا تعدد
اسی ہستی کے زیر قدرت و فرمان ہے

نیچری کا واہمہ اور اُس کا دفعیہ

یہ لوگ خدا کے منکر ہین اور طبیعت مادہ کو
علت عالم اور ازلی سمجھتے ہین اور طبیعت
مادہ مین شعور و قوت مانتے ہین اُن کے زعم ناقص مین مادہ
ہی اپنے شعور و قوت کی وجہ سے مختلف صورتین ازل سے بدل
رہا ہے اور یون ہی بدلتا رہیگا،
یہ لوگ کہتے ہین جب مادہ صورت نباتی اختیار کرتا ہے تو اُسکی

بمناسبت سے درخت مین شاخین اور پتے پھول پھل خود بخود پیدا ہو جاتے ہین اور جب مادہ شکل حیوانی مین ظاہر ہوتا ہی تو مقام اور وقت کے لحاظ سے اپنے لیے وہ اعضا ربنا لیتا ہے غرض نظامات علویہ اور سفلیہ اسی مادہ کے قبضۂ اقتدار مین ہین۔ مین کہتا ہون یہ قول بھی مہمل ہے کہ اس بے دلیل و ذلیل دعوے پر چند اعتراض وارد ہوتے ہین،

پہلا اعتراض | یہ بتایا جاے کہ مادہ کے اجزار اصلیہ بسیط ہین یا مختلف چیزون سے مرکب ہین۔ پس اگر بسیط ہین، تو انکی شکل طبعی ایک ہی ہونی چاہیئے لہذا نا ممکن ہے کہ اجزاے بسیط اپنی شکل طبعی کو خود بخود چھوڑ کر دوسری شکل اختیار کر سکین یا اُن کی شکلون مین اختلاف ہو سکے پس یہ کہنا کہ بعض اجزار مادہ نے خود بخود شکل نباتی کو اختیار کیا اور بعض نے حیوانی صورت کو پسند کیا۔ اور بعض نے انسانی حلیہ کو منتخب کر لیا قطعاً غلط ہی کہ بسیط کا اقتضار طبعی خود بخود کبھی متفادت اور مختلف نہین ہوتا ہی۔ اور اگر اجزار مادہ مرکب ہین تو پھر اُن کو قدیم و ازلی سمجھنا لغو ہے اس لیے کہ ہر مرکب سے اُس کے اجزار مقدم ہوتے ہین اور مرکب کا وجود اُسکے اجزاء کے بعد ہوتا ہے اور جو چیز کسی چیز کے بعد ہوتی ہے وہ ازلی نہین ہو سکتی ہے بلکہ وہ حادث ہوتی ہے اور کسی علت و خالق کی محتاج ہوتی ہے۔ پس جبکہ اجزار مادہ کے لیے ایک خالق کی

ضرورت ہوئی تو ان کو نظامات علویہ اور سفلیہ کی علت ماننا ہرگز صحیح نہین ہوسکتا ہے،

دوسرا اعتراض بتایا جائے کہ اجزاے مادہ مین قوت وشعور برابر ہے اور یہ دونون یکسان حیثیت رکھتی ہین یا ان کی قوت وشعور مین تفرقہ اور تفاوت ہے۔ پہلی صورت مین اجزار مادہ کا اجتماع اور اجتماع کے بعد جسم کی ترکیب ناممکن قرار پائیگی اس لیے کہ ذرون کا جمع ہونا اور جسم کی ترکیب موقوف ہے اس بات پر کہ بعض اجزاے مادہ مین قوت موثرہ (اثر کرنے والی طاقت) اور بعض مین قوت متاثرہ (اثر قبول کرنے والی طاقت) موجود ہو. حالانکہ اجزاے مادہ مین صرف ایک قسم کی قوت مانی گئی ہے لہذا ان سب کی ایک ہی صفت ہوگی پھر یہ ذرے خود کیسے جمع ہوسکتے تھے کہ ان کے اجتماع سے اجسام کی ترکیب وجود مین آتی۔ حالانکہ ذرات مادہ مجتمع بھی ہین اور اجسام مرکب بھی ہین پس معلوم ہوا کہ مادہ سے بالاتر ایک صاحب حکمت طاقت موجود ہے جس نے اپنی مشیت کے مطابق ذرون کو اکٹھا کر کے اجسام کو پیدا کیا ہے،

دوسری صورت مین یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مادہ کے اجزاے بسیطہ مین جن کی طبعی خواہش یکسان ہونی چاہیے یہ اختلاف اور تفاوت کہان سے اور کیونکر آگیا یعنی بعض اجزا مین قوت موثرہ اور بعض مین کیفیت متاثرہ کس نے پیدا کر دی کہ اجسام مرکب

کا وجود ہوا - اس سوال کا جواب یہی ہو کہ مادہ سے بالاتر ایک
با اختیار و صاحب ارادہ اور ذی علم طاقت نے مادہ کو پیدا
کرکے اُس کے اجزار مین دو قسم کی مختلف قوتین خلق فرمائی ہین
پھران ہی اجزار مادہ سے اجسام نباتیہ اور حیوانیہ وغیرہ پیدا
کیے ہین جسکی ہستی کا انکار جہالت ہے،

تیسرا اعتراض | اجزار مادہ مین شعور و قوت ماننے کے بعد عقلاً تین
احتمال پیدا ہوتے ہین - پہلا احتمال یہ ہے کہ ہر ایک ذرہ مین شعور
و قوت کے علاوہ اتنا علم بھی ہے کہ وہ دوسرے ذرات کی خواہشونکا
ادراک کرلیتا ہے - دوسرا احتمال یہ ہے کہ ایسا علم و ادراک
کسی ایک ذرہ مین بھی نہین ہے - تیسرا احتمال یہ ہے کہ بعض
مین اتنا علم و ادراک ہے اور بعض مین نہین ہے - مین کہتا ہون
یہ تینون احتمال باطل ہین - لہذا مادہ مین شعور و قوت کے ماننے
کے بعد بھی خلقت موجودات کو اُسکی طرف منسوب کرنا بھی باطل اور
محال ہے،

پہلا احتمال اس لیے باطل ہے کہ ہر ایک ذرہ بجاے خود متناہی
اور محدود ہے لیکن کل ذرے غیر متناہی اور نا محدود مانے گئے ہین
بس ہر ایک محدود ذرے کو غیر متناہی ذرات کی نا محدود خواہشونکا
علم نا ممکن ہو ورنہ علم ہونے کی صورت مین ذرات مادہ غیر متناہی
نہین ہوسکتے بلکہ وہ محدود متصور ہونگے جسکی وجہ سے دنیا کلی محدود

مانی جائے گی لہذا مادہ قدیم نہ رہے گی اور اس کو ایک با اختیار صانع حکیم وخالق علیم کی ضرورت ثابت ہو گی پس موجودات عالم کی خلقت کا انتساب نیچر کی طرف ایک وہمی اور خیالی قرار پائے گا

اور اگر یہ کہا جائے کہ ہر ایک ذرہ کو علم مذکور حاصل تو ہے مگر باقی ذرات غیر متناہیہ کی خواہشین یکسان ہین اسی علم اجمالی کی وجہ سے ہر ایک ذرہ کو دوسرے ذرات کی خواہشین معلوم ہین پس اشکال مذکور وارد نہ ہو گا۔ مین کہونگا جبکہ تمام ذرون کی خواہشین یکسان فرض کی گئی ہین تو اب موجودات عالم کی شکلون اور نوعون مین خود بخود یا نیچر کی وجہ سے اختلاف ناممکن ہو گیا بلکہ اس کیلیئے مادہ سے بالاتر ایک طاقت ہونی چاہیئے،

دوسرا احتمال اس لیے باطل ہے کہ اس صورت مین اجسام کی ترکیب ناممکن قرار پائے گی کہ ترکیب اجسام موقوف تھی اس بات پر کہ ہر ایک ذرہ مین اتنا علم ضروری ہو کہ ان غیر متناہی ذرات مین کتنے ایسے تھے جو نباتی جسم بننے کی خواہش رکھتے تھے اور کتنے ایسے تھے جو حیوانی یا انسانی جسم بننا چاہتے تھے اور کتنے ایسے تھے جن کا میلان طبع یہ تھا کہ وہ جواہر۔ عناصر۔ چاند۔ سورج وغیرہ بنین تا کہ ہر ایک ذرہ اپنے ہمخیال ذرون سے متصل ہو کر ترکیب جسم کا سبب قرار پاتا پس جبکہ کسی ذرہ مین علم مذکور بالکل نہین ہی تو ذرے باہم متصل نہین ہو سکتے تھے۔ لہذا اجسام کی ترکیب ناممکن تھی

حالانکہ اتنا بڑا عالم ہماری آنکھون کے سامنے موجود ہی جس سے معلوم ہوگیا کہ
مادہ مخلوق ہی اور اُسپر سلطان جبار و قہار موجود ہی جو قادر و عالم اور با اختیار
ہستی ہے جس کے ازلی وجود اور دائمی بقا پر عالم کا ہر ایک ذرہ گواہی دیرہا ہی
تیسرا احتمال اس لیے باطل ہی کہ مادہ کے بسیط و غیر مرکب ذرون کی
طبیعت یکسان ہونی چاہیئے اُن کے مقتضائے طبعی مین اختلاف ناممکن
ہی لہذا بعض ذرات کو عالم اور بعض کو غیر عالم فرض کرنا لغو اور مہمل ہے
الغرض جبکہ تینون احتمال باطل قرار پائے پس موجودات عالم کا نیچر
کی طرف انتساب بھی باطل ہو گیا،
چوتھا اعتراض یہ ہی کہ نیچری فرقہ بتائے کہ مادہ نے پہلی شکل حیوانی
اختیار کرنے کے لیے کون سا طریقہ اختیار کیا تھا یعنی مادہ اول انڈا
بنا تھا کہ اُس سے پرندہ نکلا پھر اس پرندہ نے انڈے دیے اور پیدائش
طیور کا سلسلہ جاری ہو گیا - اسی طرح شکل انسانی پسند کرنے کے لیے اول
مرد و عورت بنا پھر ان دونون نے باہم جوڑا کھایا پھر عورت کے رحم سے بچے
پیدا ہونے لگے، اسیطرح صورت حیوانی اور نباتی کیلیئے کوئی ابتدائی طریقہ معین ہونا چاہئے
الغرض مادہ نے پیدائش طیور و انسان و حیوان و نبات وغیرہ کیلیئے ابتداءً
جو طریقہ بھی اختیار کیا تھا نیچریہ کے نزدیک یقیناً وہی مادہ کا مقتضائے طبعی قرار
پائیگا لہذا اسکا خود بخود بدل جانا ممکن نہ ہوگا اور نہ اس کو مادہ کی طبیعت
بدل سکتی تھی حالانکہ ظاہر ہے یہ بات کہ موجودات کی خلقت اولین کا
طریقہ ضرور بدلا ہوا ہی یعنی جس طریقہ سے اشیائے مذکورہ پہلے پہل حینز وجو مین

آئی یقین وہ طریقہ برقرار نہین رہا ہی اس لیے کہ اب تو نر و مادہ کے اتصال
سے حیوان اور انسان۔ تخم سے نبات۔ آفتاب کی شعاع سے معدنیات، پانی
وغیرہ کے تعفن سے کیڑے مکوڑے پیدا ہوتے ہین۔ پس نیچریہ کو لازم ہوگا کہ
وہ اختلاف اور تبدل طریقہ خلقت کو ایسی ہستی کی طرف منسوب کرین جو با اختیار
و اقتدار ہی،

پانچوان اعتراض یہ ہی جبکہ مادہ مین شعور و قوت کے علاوہ علم و ادراک بالکل نہین
ہے تو اس بے علم مادہ نے کیسے سمجھ لیا کہ ذرون کے اجتماع سے اگر انڈے
تیار ہونگے تو کسی انڈے سے مرغ یا منقار دانہ خور نکلے گا اور کسی انڈے سے
شاہین چنگال دار بر آمد ہوگا۔ کسی سے مینڈک، کسی سے چھپکلی کسی سے مچھلی
کسی سے سانپ پیدا ہونگے۔ کسی انڈے سے نر اور کسی سے مادہ بر آمد ہوگی،

اسی طرح ذرون نے کیسے جان لیا کہ جب یہ ذرے رحم کی جھلی مین جائینگے
تو کسی سے انسان کسی سے بہائم۔ کسی سے درندے کسی سے حشرات الارض۔ کسی سے
ایک کسی سے چند۔ کسی سے جوڑا کسی سے کامل، کسی سے ناقص، کسی سے شیر خوار، کسی
گوشت خور کسی سے گھاس کھانیوالا جانور پیدا ہوگا۔ بچھو کے بچے اپنی ماں کا پیٹ چاک
کرکے نکلینگے الغرض ذرات مادہ مین بالکل علم ہی نہین ہی چہ جائیکہ یہ علم تفصیلی،
اسکے لیے مانا جائے۔ پس معلوم ہوا کہ خود مادہ اُن موجودات کی خلقت کا سبب
نہین ہی بلکہ انکی خالق وہ با اقتدار ہستی ہی جو ہر کلی اور جزئی سے آگاہ ہے،

چھٹا اعتراض اگر مادہ کے سوا اُس سے بالاتر کوئی طاقت موجود نہ ہوتی تو
چمگادڑ بچھو، خرگوش۔ طاؤس، پانی کے کیڑون کا نسلی نظام دوسرے جانداروں سے

جداگانہ ہرگز نہوتا کہ مادہ بسیط مانا گیا ہے اور بسیط کی طبعی خواہش مین اختلاف ناممکن ہے

سانتوان اعتراض جبکہ ذرات مادہ بے علم ہین توپہلی شکل نباتی اختیار کرتے وقت ہرگز وہ تمیز نہین وہ سکتے تھے اس بات مین کہ ان ذرون سے گھاس پیدا ہونی چاہیئے اور کسی سے بیل ۔کسی سے درخت ۔پھر درختون مین تفاوت ممکن نہ تھا کہ اس درخت کو صرف تنہ کی ضرورت ہے، اس پودہ مین تنہ اور شاخین بھی ہون ۔اس مین شاخون کے ساتھ پتے بھی ہون کسی مین پھل پھول دونون پیدا ہون کسی مین میٹھے پھل لگین کسی مین کڑوے یا کھٹے پھیکے بدبو الغرض اس قسم کے اختلافات کا باعث نہ مادہ کی طبیعت ہوسکتی ہے اور نہ زمین کی خاصیت کو اس مین دخل ہوسکتا ہے کہ مادہ زمین بھی بسیط ہے جسمین غود بخود تفاوت اور اختلاف نہین ہوسکتا ہے بلکہ ہر حال مین خالق وصانع مختار کی ضرورت ہے،

آٹھوان اعتراض یہ ہے جبکہ ذرات مادہ بے علم ہین تو وہ بذات خود ہرگز نہین سمجھ سکتے تھے کہ بعض جاندارون کی حیات پانی پر موقوف ہوگی اور بعض کی ہوا پر بعض کی حیات ہوا اور پانی دونون سے وابستہ ہوگی اور بعضے صرف مٹی کھاکر اپنی زندگی بسر کرینگے ۔بعض کی غذا صرف گوشت ہوگی بعض کی غذا گھاس پتے وغیرہ ہونگے ۔بعض غلہ کھائینگے، علاوہ اسکے بے علم ذرے یہ بھی نہین سمجھ سکتے تھے کہ بعض جاندارون کے جسم مین دل ودماغ ۔جگر ۔پھیپھڑے ۔معدہ وغیرہ کی حاجت ہے ۔بعض کے لیے معدہ کے بدلے صرف

پورا ہونا چاہیئے۔ الغرض یہ آٹھ سوال وارد ہوتے ہین ہم توان سب کا اجمالی
جواب یہ دیتے ہین کہ خدا ئے وحدہ لاشریک ذی اقتدار و صاحب علم و حکمت
و با اختیار ازلی و غیر فانی ہستی نے مادہ، ارواح وغیرہ کو پیدا کر کے موجودات
عالم کو اپنی مشیت و مصلحت کے مطابق خلق فرمایا ہی اُسی نے اپنے اختیار سے
موجودات عالم مین تفاوت و اختلاف انواع و اشکال قرار دیا ہے اُسی نے
مراتب اور درجات مقرر فرمائے ہین اُس کی ہستی کا انکار حماقت اور جنون ہے
اب نیچریہ اور مادیین کو لازم ہے کہ وہ ٹھنڈے دل سے ہمارے دعاوی اور
براہین مین غور کر کے صحیح نتیجہ نکالین پھر ہمارے پیش کردہ اعتراضون اور
اشکالون کو دلائل عقلیہ و فلسفیہ سے حل کرین صرف توہم اور خیالات فاسدہ
پر بنا کر کے ذی اقتدار خالق و صانع عالم کا انکار کرنا اور بے شعور مادہ کی خالقیت
کا دم بھرنا۔ یا طبیعت مادہ کو صانع عالم سمجھنا بالکل خلاف عقل فلسفہ ہے،

بنائے عالم پر مختصر دلیل

یہ ہی کہ تمام مادیین اور نیچریہ اس بات کے قائل ہین کہ ذرات
مادہ متحرک ہین پس جبکہ ذرات مین حرکت مسلم ہو چکی ہی خواہ
وہ کتنی ہی ضعیف اور خفیف ہو اگرچہ وہ کسی خوردبین سے بھی محسوس نہ ہو سکے
تاہم حرکت کے لیے حرارت کا ہونا لازم ہے۔ حرکت سے حرارت کا پیدا ہونا بکثرت
مشاہدہ سے ثابت ہے مثلاً حرکت نبض کا طبعی حالت سے بڑھ جانا مستلزم
حرارت ہی شدت ہوا کی وجہ سے درخت آپس مین رگڑ کھاتے ہین اس رگڑ سے
آگ پیدا ہو جاتی ہے یہ آگ جنگلون کو راکھ کا انبار بنا دیتی ہی ریل کے پہیئے کے
دھرے مین رگڑ سے آگ پیدا ہوتی ہے جو ریل کو بسا اوقات جلا دیتی ہے

درخت جب پُرانا ہوجاتا ہی تو اس مین آگ پیدا ہوتی ہی اور درخت کو خاک کا تودہ بنادیتی ہی
الغرض جبکہ حرکت سے حرارت کا پیدا ہونا اور حرارت سے آگ کا مشتعل ہونا
اور آگ کا باعث فنا ہونا مشاہدہ سے ثابت ہوتا ہی پس مادہ کے متحرک ذرون کا بوجہ
حرارت کے ایک ایک دن فنا ہوجانا لازم ہوگا لہذا مادہ کو متحرک مانتے ہوئے
غیر فانی سمجھنا غلط ہی۔ سناتن دھرم والے عقیدہ رکھتے ہین کہ ایکدن ایسا آنیوالا ہے
کہ ساری دُنیا مین آگ لگ جائے گی جس کی وجہ سے کل موجودات عالم جل کر
فنا ہوجائین گے۔ اُس دن کو یہ لوگ پرلے کہتے ہین۔ پھر ایشور بھی اُس آگ
مین جل جائیگا اُسے یہ لوگ مہاپرلے کہتے ہین،

ہدایت مین نے جو کچھ یہانتک لکھا ہی اپنی ذاتی تحقیق اور اپنے فہم کی
بنا پر تحریر کیا ہے۔ اگر میرے بیان پر کسی کو اعتراض منظور ہو تو بیہودہ گوئی۔
بدزبانی۔ خوردہ گیری۔ عیب جینی جاہلانہ اور عامیانہ رویہ سے کنارہ کش
ہوکر جامہٴ انسانیت مین رہ کر مہذب پیرایہ مین دلائل و براہین کے ساتھ
حضرات معترضین میری غلطی مجھے سمجھائین پھر اپنی طرف سے حدوث مادہ پر
ایسی دلیل قائم کرین جسپر اعتراض نہ ہوسکے۔ مین تو یہی چاہتا ہون کہ دہریت
و مادہ کا استیصال ہو پس اگر بالفرض میرے ادلہ ناقص ثابت ہون تو ہر معترض
مسلم کا بھی یہی فریضہ ہی کہ وہ قدامت اور خالقیت نیچر کو باطل کرے صرف
میری ادلہ پر نقص وارد کرنا یا میری ادلہ کو ضعیف و کمزور بتانا یا انکو معیوب
کہنا کافی نہوگا بلکہ مین ایسے اعتراضون کو معترض کی ناحق کوشی پر محمول کردونگا
آج کل خصوصًا شیعون مین ایک عجیب و غریب گروہ پیدا ہوگیا ہی جسنے

علماے مذہب کی شان مین گستاخی۔ ناروا اور ناشائستہ جارحانہ حملے کرنا اپنا نصب العین قرار دے لیا ہی۔ یہ گروہ فرعونیت مآب ایسا غیور ہی کہ مرکز ناصبیت اور رئیس النواصب کے بدعت کدہ سے حضرات ائمۂ معصومین خصوصًا جناب امیرالمومنین کی شان مین مغلظ گالیان نکلتی ہوئی اپنی آنکھون سے دیکھتا ہی لیکن اُس کی رگ حمیت مین جنبش نہین ہوتی اسکو غیرت نہین آتی۔ شرم وحیا کے نالے مین نہین ڈوبتا مگر علماے ملت کی توہین اُس نے اپنا فریضہ بنا لیا ہی۔ اس گروہ فتنہ پرداز سے صاف صاف کہتا ہون کہ اس باطل رویہ کو چھوڑدے اور متحدہ قوت سے مخالفین کے حملے کو دور کرے

مادہ کی قدامت اور آریہ سماج

سوامی دیانند سرسوتی بانی آریہ سماج۔ پنڈت لیکھرام وغیرہ مادہ کی ترکیب صوری کو حادث اور پرکرتی (اجزاے مادہ) کو مع اسکے وصف لاشعوری اور عدم تحرک بالارادہ کے قدیم ازلی اور باقی وغیر فانی کہتے ہین اور اسی پرکرتی کو تمام کائنات کی اصل اور علت سمجھتے ہین۔ حالانکہ ان دعاوی مہملہ اور اوہام باطلہ پر انکے پاس نہ کوئی برہان عقلی ہی اور نہ دلیل قطعی واقناعی یہ لوگ پیش کر سکتے ہین جن فضول اور لغو باتون کا آریہ سماج نے دلائل وبراہین نام رکھا ہے اُن کی حالت زار ناظرین کے سامنے آتی ہی،

آریون نے کس لیے مادہ کو قدیم مانا ہے

بچند وجوہ ذیل یہ لوگ قدامت مادہ کے قائل ہوگئے اول یہ لوگ خدا کو قادر مطلق اور مختار کائنات اور کل موجودات کا خالق نہین سمجھتے ہین۔ دوم اُن کی سمجھ مین انسانی اور خدائی قدرت مین تفرقہ

نہین آیا ہے یہی وجہ ہی کہ ان لوگون نے خدائی قدرت کو انسانی قدرت کے
مانند قرار دیا ہے، اُن کے خیال مین جسطرح انسان کسی چیز کے بنانے مین اسباب
کا محتاج ہی اسی طرح خدا بھی اُن کے نزدیک اپنی قدرت کے اظہار مین مادہ
کا حاجتمند ہی۔ اسی لیے یہ لوگ کمہار سے خدا کو مثال دیتے ہین سوم یہ لوگ
ارواح کو قدیم اور عدد کے لحاظ سے ان کو محدود اور ان کے تعطل کو
ناجائز سمجھتے ہین مگر اتنی دیر کے لیے کہ روح ایک قالب کو چھوڑکر دوسرے
قالب سے متعلق ہو جائے یا خدا مین سما کر کچھ عرصہ کے لیے راحت پائے چہارم
یہ لوگ منو مہاراج کی تقلید مین تناسخ ارواح کے قائل اور معتقد ہین لہذا انھون
نے ارواح قدیم و محدود کے آواگون کے لیے مادہ کو قدیم اور غیر متناہی و غیر فانی قرار
دیا ہی پنجم یہ لوگ خدا کو قانون سزا دہی کی زنجیر مین جکڑا ہوا سمجھتے ہین اُن کے
نزدیک خدا مین اتنی قدرت نہین ہی کہ وہ منوجی مہاراج کی پیش کردہ
تعزیرات کے خلاف کر سکے ششم ان کے ویدون مین مادہ کے متعلق
بہت کچھ اختلاف و اضطراب ہے لیکن صراحتہً کسی منتر مین قدامت
مادہ کا تذکرہ نہین ہے۔ ہان دیانندی تخیل نے رگوید کی ایک کہانی
جسمین ایک درخت پر دو پرندے دکھائے گئے ہین کہ ایک ان مین سے
پھل کھا رہا ہی اور دوسرا اُس کا منہ تک رہا ہی۔ دیکھتے ہی درخت کو مادہ
اور پھل کھانے والے طائر کو روح۔ اور منہ تکنے والے کو خدا سمجھ لیا اور
اُسکے خراب نتائج آپکے دماغ مین نہ آئے۔ کم سے کم اتنا ہی سمجھا ہوتا کہ اس
مطلب کے لحاظ سے روح کو کرم جونی اور بھوگ جونی کیلیے خدا کی ضرورت نہین رہتی ہے،

یہ لوگ معتقد ہین کہ نجاۃ کے بعد پھر روحین عمل کرنے کے لیے مادہ سے
متعلق ہوتی ہین گناہون سے پاک ہو کر پھر گناہون مین خدا ان کو
مبتلا کرتا ہے،

الغرض تناسخ ارواح کے لغو عقیدہ مین یہ لوگ گرفتار ہوئے لہذا
قدامت مادہ کے وہ قائل ہوگئے اور روح کو بھی قدیم کہنے لگے،

قدامت مادہ آریون کے لیے حبس دوام ہے

قدامت مادہ آریون کے لیے ایک فولادی جال ہے
جسکے پیچون سے اُنکی روحون کا نکلنا قطعاً محال ہی،
اُن کا طائر روح اس دائمی جال مین ہمیشہ پھڑپھڑاتا
رہیگا اور کبھی اُس کو رہائی نہ ملے گی،

قدامت مادہ ایک ناپیدا کنارو بیحد عمیق دلدل ہی جسمین اُنکی روحین
پھنسی ہوئی رہینگی۔ اِس سے نکلنے کے لیے آریہ جتنا زور لگائین گے
یہ دلدل اُن کو قعر ناکامی وپستی کی طرف گھسیٹتی رہے گی مگر رہائی اُن کو
نصیب نہو گی،

آریون کو حبس دوام سے کامل نجاۃ نہ ملنے کے وجوہ

مادہ اور روحین اُن کے زعم مین قدیم تناسخ
اُن کے وہم مین ضروری تعطل روح اُنکے
عقیدے مین ناممکن گناہون مین آغشتہ ہونا اُن کے لیے لازم۔ ورنہ منوسمرتی
غلط اور جھوٹی قرار پائیگی خصوصاً اس دور کلجگ مین گناہون سے اُنکا بچنا محال ہی
توبہ اُن کے وہم مین لاشے۔ خدا اُنکے عقیدہ مین نہ غفور ہی نہ رحیم ہی نہ کسی
آریہ کی وہ خطا معاف کرسکتا ہی اور نہ گناہ بخش سکتا ہی وہ تعزیرات منوسمرتی کا

پابند ہہ- تناسخ کی فولادی زنجیر اُن کے پیرون مین جڑی ہوئی ہہ اگر بالفرض ہزارون لاکھون جیلخانون مین رہتے اور نئی نئی کال کوٹھڑیان دیکھنے کے بعد- ہر دفعہ نزع روح اور جانکنی کی مصیبت جھیلکر کچھ عرصہ کیلیئے اُنکی روحون کو نام نہاد مکت (نجاۃ) مل بھی جائے گی تو خدا پھر انکو کرم جونی (نئے عمل) کے لیے غیر متناہی مادہ کے قابو مین لائیگا- اور بجرم و خطا پھر اُنکی روحون کو قید خانہ مین بند کریگا- گناہ کی عادی روحین پھر گناہون مین مبتلا ہون گی جیسے پھر بھوگ جونی کی بھول بھلیان تیار ہونے لگین گی اور مار دھاڑ- لپاڈکی- دھڑ پکڑ- کھینچ تان- گھسیٹم گھسیٹ شروع ہوگی

اب ناظرین بتائین کہ قدامت مادہ اور تناسخ ارواح ماننے کے بعد آریون کو اس حبس دوام سے کیونکر نجاۃ کامل اور دائمی راحت نصیب ہو سکتی ہے-

تناسخ کے بُرے نتائج

دنیا مین جتنے انسان- حیوان- چرند- پرند- حشرات الارض کیڑے مکوڑے، دریائی مخلوق- درخت بیل بوٹے گھاس پھوس موجود ہین یہ سب آریہ دھرم کی بموجب انسانی روحین اعمال بد کی پاداش مین مبتلا ہین- چوہے چھچھوندر- بلی گیدڑ- بکری بندر- ریچھ- ببر بٹیر- تیتر- اُلو- چمگادڑ- کتے سور باز و کبوتر- کچھوے مگر- گدھے گورخر ہاتھی اور شیر نر- پسو مچھر وغیرہ مین پاپی آریون کی ناپاک روحین مقید ہین- کبھی مادہ کبھی نر- کبھی زوجہ کبھی مادر- کبھی بیٹا کبھی پدر- کبھی جدہ کبھی دختر کبھی بھائی کبھی شوہر- کبھی داماد کبھی خسر- کبھی جیٹھ کبھی دیور- کبھی برہمن کبھی شودر- کبھی آقا کبھی نوکر- کبھی مالدار کبھی گداگر اُن کو بننا پڑیگا-

کبھی ہولی کبھی گاجر۔ کبھی شلغم کبھی چقندر کبھی آلو کبھی مٹر۔ کبھی گوبھی کبھی بجرہ
ھی مونگ کبھی ارہر۔ کبھی شکر قند۔ کبھی نیشکر وغیرہ کے قالبون مین انکا تناسخ
دم ہوگا ورنہ دُنیا مین نہ کوئی جانور رہیگا اور نہ کسی درخت اور غلے ساگ
ت۔ پھل پھول۔ گھاس پھوس کا وجود ہوگا لہذا آریون کو نہ کوئی چیز کھانیکو
ے گی اور نہ اُن کو بھننے کے لیے گاڑھا دھوتر نصیب ہوگا کیونکہ یہ سب چیزین
ن کے نزدیک تناسخ ارواح کا نتیجہ ہین۔ الغرض چونکہ روحون کا تناسخ
جی کی تعلیم کے مطابق ضروری ہی اسی وجہ سے آریہ قدامت مادہ کے
قد ہوگئے،

آریہ سماج نے قدامت مادہ پر جتنی دلیلین قائم کی ہین انمین سے آریون کی
یہ ناز دلیل کو مین اپنے رسالہ نجم الہدایہ مین رد کر چکا ہون۔ باقی ادلہ کو اب
طل کرتا ہون،

امت مادہ پر
اجی دلیل اول

پنڈت لیکھرام آریہ مقتول نے کلیات آریہ مسافر مین لکھا ہی
کہ خدا غیر مادی کبھی لہذا مادی دنیا اس سے نکل نہین سکتی ہی
سی چیز سے وہی چیز برآمد ہوا کرتی ہی جو اُسکے اندر ہوتی ہے دلیس مادہ
یم ہی جس سے دنیا بنی ہی، مین کہتا ہون تمام عقلاے اسلام کے نزدیک مسلم ہی
خدا مادی نہین ہی اور نہ کوئی ذی ہوش مسلم اس کا قائل ہی کہ خدا کے اندر
ے کوئی چیز نکلی ہی لیکن سماجی دھرم سے خدا مادی بھی ہی اور ساری دنیا
سکے اندر سے نکلی ہے۔ پھر دُنیا کو پیدا کر کے اسکے اندر وہ داخل ہوگیا ہے
ے کے وقت ساری کائنات اسی مین سماتی ہی ہم اپنے ان دعاوی کا

ثبوت منو سمرتی ستیارتھ پرکاش۔ رگوید رگوید آدی بھاشیہ بھومیکا۔ صبح امید رسالہ پیدایش دُنیا وغیرہ سے دیتے ہین،

سماجی دھرم سے ایشور مُجسّم ہے — دیکھو منو سمرتی ادھیاے نمبر۱ اشلوک نمبر۸ مطبوعہ سیوک سٹیم پریس لاہور ۱۹۱۱ء اور اس کے دل مین یہ خواہش ہوئی کہ اپنے بدن سے ایک قسم کی مخلوق پیدا کرنی چاہیئے تو اس نے پہلے پانی کو پیدا کیا پھر اُس مین بیج ڈالا،

ایشور مُجسّم کیونکر ہوا — ملاحظہ ہو کتاب مذکور ادھیاے ۱ اشلوک ۵ یہ سب جگت پہلے پرکرتی مین چھپا ہوا تھا اور اس کا کچھ علم ونشان نہ تھا اور نہ دلیل سے معلوم ہو سکتا تھا۔ خواب کی سی حالت مین تھا پرکرتی حدوث آئندہ ثابت ہوگا،

اشلوک ۶ اسی پوشیدہ لازوال قوت والے پرمیشور پرماتمانے عناصر او سانکلیک یعنی مان باپ سے بغیر پیدا ہونے والے لوگون کو پیدا کیا

اشلوک ۷ جو مکت جیو اندریون سے الگ اور باریک اور پوشیدہ اور ہمیشہ بفکر اور سب مخلوقات کی جان ہے آپ سے آپ سانکلیک شریر (ان بدنون) مین داخل ہوا ان حوالون سے ثابت ہوا کہ پرمیشور نے کچھ لوگ ابتدا پیدا کیے اور اُن کے بدنون مین وہ سما گیا،

اب ملاحظہ ہو وہا رنک ادھیاے ۱ براہمن ۲ منتر ۳ کہ ایشور اپنی مرضی سے سب کچھ کرتے ہین اور اپنے جسم کو منقسم کرتے ہین۔ دیکھیے ساری دنیا ایشور کے اجزاے بدن ہی،

پرمیشور کے اندر سے دنیا نکلی ہے

ستیارتھ پرکاش باب اول مین ایشور کے ایکسو ناموں کی تشریح کی گئی ہے منجملہ ان کے خدا کا نام گیتو ہے اس لیے کہ وہ ساری دُنیا کی جائے رہائش ہے (کل موجودات عالم پرمیشور کے اندر رہتے ہین)

پرمیشور کا نام آنند اس لیے ہوا کہ نجاۃ یافتہ روحین اس مین راحت پاتی ہین (لیکن کرم جونی کے لیے پھر اُن کو راحت سے نکلنا پڑتا ہے)۔ نیز پرلے کے بعد ساری کائنات اُسی کی قدرت مین سما جاتی ہے (دیکھو رگوید اشٹک ادھیاے نمبر ورگ ۱۷ منتر) پرمیشور کا نام بھومی اس لیے ہوا کہ اس مین سب مخلوق قائم ہے،

اب ملاحظہ ہو رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۹۰ منتر ۱۳ اس پرمیشور کے دل سے چاند اُس کی آنکھ سے سورج۔ منہ سے اندر اور اگنی۔ اسکی سانس سے ہوا۔ اُسکی ناک سے کرہ باد۔ اُس کے سر سے آسمان۔ پاؤن سے زمین۔ کان سے اطراف نکلے،

اور ملاحظہ ہو رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۱۲۹ منتر ۲ اسوقت نہ موت تھی نہ بقا دن و رات مین کوئی امتیاز نہ تھا وہ اکیلا چپ چاپ تنفس کرتا تھا کوئی چیز (پرکرتی وغیرہ) اس سے جُدا نہ تھی اور نہ اُس سے پرے (بلکہ اُسکے اندر تھی)

منتر ۳ پہلے اندھیرے سے اندھیرا ڈھپا ہوا تھا۔ یہ سارا مادہ بے نشان حالت مین ایک رس پڑا ہوا تھا۔ یہ جو کچھ پھیلا ہوا ہے اس وقت پرمیشور سے ڈھپا ہوا تھا

پھر تپ (جگت پیدا کرنیکے خیال) کی بڑی طاقت کے ساتھ وہ ایک جو پرمیشور سے ڈھپا ہوا تھا ظاہر ہوا (یہ تو مادہ پرمیشور سے نکل پڑا۔

اور ملاحظہ ہو تیتریہ اپ نشد برمھ ولی انواک ۱ منتر ۲ و ۳ اُس آتما سے اکاش پیدا ہوا۔ اکاش سے ہوا۔ ہوا سے آتش۔ آتش سے پانی سے زمین۔ زمین سے نباتات۔ نباتات سے اناج۔ اناج سے منی سے آدمی (ویدونکی اختلاف بیانی دیکھو کہ رگوید کے حوالہ سے ثابت کہ پرمیشور سے اول مادہ نکلا۔ اور اُس منتر سے ظاہر ہوا کہ ابتدا اکاش نکلا تھا۔)

اور دیکھو کٹھ اپ نشد ادھیائے ۲ برمھ ولی ۶ منتر ۲ یہ جو کچھ ہے تمام برمھ سے نکلا ہوا ہی (یہ حوالے رسالہ پیدائش دنیا مصنفہ سوامی سیتھ دیو آریہ سے لیے گئے ہین۔ الغرض ثابت ہو گیا کہ ایشور مادی ہے اور اُسی سے ساری دنیا نکلی ہے'

قدامت مادہ پرسماجی دوسری دلیل

پنڈت لیکھرام آریہ مسافر نے لکھا ہی دنیا نہ صرف قدرت خدا سے بن سکتی ہی اور نہ اُس کے حکم سے کہ قدرت ایک صفت ہی جو موصوف سے جدا نہین ہو سکتی ہی لہذا مادہ قدیم ہے جس سے دنیا پیدا ہوئی ہی۔

مین کہتا ہون پنڈت جی نے قدرت کو خدا کی صفت مانا ہی اور صفت کا موصوف سے جُدا ہونا غیر ممکن سمجھا ہی۔ پنڈت جی کا یہ مسلمہ یاد رکھنے کے قابل ہی۔ پنڈت جی نے قدرت خدا سے دُنیا کے پیدا ہونیکا یہ مطلب سمجھا ہے کہ

اگر قدرت سے کوئی چیز پیدا شدہ مانی جائے گی تو اُس کے معنی یہ ہونگے کہ صفت اپنے موصوف سے جدا ہوکر موجودات عالم کی صورتون مین ظاہر ہوئی حالانکہ یہ ممکن نہین ہی کہ قدرت کی جدائی ہوسکے لہذا کوئی چیز قدرت سے پیدا شدہ نہ مانی جائے گی'

پنڈت جی نے قدرت سے پیدا ہونے کا مطلب غلط سمجھا ہی آپنے لفظ سے کے اپنے فہم کے مطابق معنے لیے ہین اس معنے سے کوئی مسلم قدرت سے پیدا ہونیکا قائل نہین ہی بلکہ ہم تو یہ کہتے ہین کہ خدا کی ذات وصفت ایک ہی چیز ہی ان دونون مین صرف نام اور لفظ کا فرق ہی- خدا کی قدرت اسکی ذات کے علاوہ کوئی چیز نہین ہی کہ قدرت سے پیدا ہونیکا وہ مطلب صحیح ہوسکے جو پنڈت جی نے سمجھا ہی بلکہ مطلب یہ ہی کہ خداے قادر ومختار تمام موجودات کا خالق اور ان سب کی علت مختارہ ہے- وہ قادر مطلق اسکا محتاج نہین ہی کہ ایک چیز پہلے سے موجود ہو اس سے وہ دوسری چیزین بنائے بلکہ وہ غیر موجود کو بھی وجود دیتا ہی اور موجود کرکے اُسکی صورتین بھی بدلتا رہتا ہی- پہلے معنے سے اسکو خالق کہتے ہین اور دوسرے معنے سے اس کا نام مصور اور صانع ہی- پنڈت جی نے خدائی قدرت کو انسانی طاقت پر قیاس کیا ہی اس لیے وہ خدا کو بھی انسان کی طرح مادہ کا محتاج سمجھتے ہین- اور یہی وجہ ہے کہ آریہ خدا کو خالق نہین بلکہ صانع کہتے ہین کہ اُنکے زعم مین وہ قدیم مادہ کی صورتین بدلتا رہتا ہی

دنیا کا قدرت سے پیدا ہونا ویدک تعلیم ہی	پنڈت جی نے دنیا کا قدرت خدا سے

پیدا ہونا غیر ممکن سمجھا ہی مگر اُن کی ویدون مین صاف موجود ہے کہ ساری دُنیا قدرت سے پیدا ہوئی ہے۔

ملاحظہ ہو رگوید آدمی بھاشیہ بھومیکا اُردو منتر ۱۷ اُس پرمیشور نے زمین کو بنانے کے لیے پانی سے رس لیکر مٹی کو بنایا۔ اسیطرح اگنی کے رس سے پانی کو پیدا کیا۔ اور اگنی کو ہوا سے۔ ہوا کو اکاش سے۔ اکاش کو پرکرتی سے۔ پرکرتی کو اپنی قدرت سے پیدا کیا۔ (آریو بتاؤ اس منتر مین قدرت سے پرکرتی کے پیدا ہونے کا مطلب کیا ہی۔ نیز یہ بھی دیکھو کہ اس منتر سے پرکرتی حادث ثابت ہوتی ہی لہذا اب تم کو قدامت مادہ کے دعوے سے دست بردار ہو کر دیانندی تقلید سے نکلنا چاہیئے)۔

رسالہ صبح امید مصنفہ لالہ منشی رام شردھانند آریہ مین ہے۔ چونکہ وہ پرش پرم آتما (خدا) ان یعنی مٹی وغیرہ کل کائنات فانی سے الگ اور جینے مرنے وغیرہ سے مُبرّا ہے اس لیے وہ بذاتہ غیر مولود اور سبکو پیدا کرنے والا ہے وہی اُس کائنات کو اپنی قدرت سے بناتا ہے اسکی کوئی علت ادنی نہین ہے۔ بلکہ سب کی الا علینہ علت فاعلی اُسی پرش (پرمیشور) کو جاننا چاہیئے

دیکھو اس سوامی نے لیکھرام کے برخلاف اس کائنات کو قدرت سے پیدا شدہ اور خدا کو علت فاعلی بتایا ہے۔ پس اگر قدرت سے پیدا ہونیکے وہ معنے صحیح ہوتے جو لیکھرام نے سمجھے ہین تو سوامی موصوف ہرگز خط کشیدہ فقرہ نہ لکھتے۔

اور دیکھو رسالہ مذکورہ کو سوامی جی نے پرلے (فنار کلی) کا تذکرہ کرتے ہوی لکھا ہی اسی کی قدرت سے یہ کائنات دوبارہ پیدا ہوتی ہی،

اور دیکھو رسالہ مذکورہ اُس سروہت یگیہ یعنی پرمیشور کی قدرت سے پرشت (اناج وغیرہ) چیزین پیدا ہوئین۔ اور دیکھو اسی پرمیشور کی قدرت سے گھوڑے پیدا ہوئے۔ اُسی پرمیشور نے دورویہ دانت والے جانور یعنی اونٹ گدھے وغیرہ پیدا کیے اُسی کی قدرت سے گو یعنی گائے۔ کرنین رس پیدا ہوئے ہین۔ اُسی نے بھیڑ بکری وغیرہ کو اپنی قدرت سے بنایا ہے، اُس پرش (پرمیشور) کے من یعنی وچار یا غور و فکر کرنیوالی سامرتھیہ (قدرت) سے چاند پیدا ہوا۔ اور چکشو یعنی پرنور قدرت سے سورج ظاہر ہوا اور شروتر یعنی اکاش صورت قدرت سے اکاش پیدا ہوا۔ اور وایو یعنی ہوا صورت قدرت سے ہوا۔ پران (انفاس) اور تمام حواس پیدا ہوئے

الغرض سوامی شردھانند کے رسالہ صبح اُمید سے جو رگوید آدمی بھاشیہ بھومیکا ہندی کا اُردو ترجمہ ہی اچھی طرح ثابت ہوگیا کہ ساری کائنات قدرت خدا سے پیدا ہوئی ہی۔ لہذا پنڈت لیکھرام کا دعوائے قدامت مادہ باطل ہو گیا

پرمیشور اپنی مخلوقات مین داخل ہوگیا	ملاحظہ ہو تیتریہ اپنشد برہم ولی انواک ۶ منتر ۳۔ اُسنے چاہا کہ مین بہت ہوؤن۔ مین پرجا

(رعیت) والا ہو جاؤن اُس نے تپ (ریاضت) کی۔ تپنے کے بعد اُسنے اس سب (خلقت) کو پیدا کیا۔ جو کچھ (موجود) ہی اس کو بنا کردہ پرمیشور اُس مین

داخل ہوا اور داخل ہو کر وہ شکل دبلا شکل بنا۔ الخ

قدامت مادہ پر سماجی تیسری دلیل

پنڈت لیکھرام نے لکھا ہے کہ نیست سے ہست نہین ہو سکتا۔ بلکہ ہست سے ہست ہوتا ہے دپس مادہ کو ازلی ماننا لازم ہے ورنہ اُس کو حادث ماننے کے بعد نیست سے ہست ہونا لازم آئیگا جو ناممکن ہے

مین کہتا ہون پنڈت جی کی یہ خود ساختہ نام نہاد دلیل بالکل علیل اور لغو و مہمل ہے اولاً اسلیے کہ اس دلیل کے دونون مقدمے نظری اور ناقابل تسلیم ہین پس جب تک کہ نیست سے ہست کا ناممکن ہونا اور صرف ہست سے ہست کا ہونا کسی دلیل عقلی و قطعی سے ثابت نہ کیا جائے گا پنڈت جی کی دلیل غلط رہے گی اور دلیل کے غلط ہونے سے اُنکا دعوائے قدامت مادہ بھی غلط اور لغو سمجھا جائیگا۔

ثانیاً اسلیے کہ پنڈت جی کا صرف دو حالتین ہستی اور نیستی فرض کرنا پھر نیست سے ہست کو ناممکن کہنا خود آریہ سماج کی وید سے باطل ہے بلکہ ایک تیسری حالت یعنی نہ عدم اور نہ وجود بھی ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہو رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۱۲۹ منتر ۱ وہان نہ عدم تھا نہ وجود نہ کرہ ہوا تھا۔ نہ اوپر آسمان تھا۔ کون چیز سب پر محیط تھی۔ وہ کہان تھا اور کس چیز مین تھا۔ کیا وہ پانی تھا یا عمیق گہراؤ۔ اس منتر سے ثابت ہوتا ہے کہ پرمیشور نے اس کائنات کو نہ عدم سے پیدا کیا ہے اور نہ وجود سے بلکہ اس وقت ان دونون حالتون مین سے ایک بھی نہ تھی بلکہ تیسری حالت تھی جسکو نہ عدم کہہ سکتے ہین اور نہ وجود

ثالثاً جو چیز ہمارے ذہن مین آتی ہی جسکو اصطلاح مین مفہوم کہتے
ہین وجود خارجی کے لحاظ سے اُسکی عقلاً تین حالتون مین سے ایک
حالت ضرور ہوگی۔ اول یہ کہ اس کا وجود خارج مین خود بخود اور بالذات
ہوگا یعنی کسی علت کی وجہ سے نہ ہوگا ایسی چیز کو واجب الوجود کہتے
ہین۔ جسکی ذات عین وجود ہوتی ہی جس کا عدم محال ہی۔ دوم یہ کہ
اس کا وجود خارج مین ناممکن ہوگا ایسی چیز کا نام ممتنع الوجود ہی تیسری
صورت یہ ہے کہ اس کا خارج مین نہ وجود ضروری ہو اور نہ عدم لازم ہو
بلکہ اس مین دونون باتون کی صلاحیت وقابلیت ہوتی ہی کہ اُس سے
وجود بھی متعلق ہوسکتا ہی اور عدم بھی۔ ایسی چیز کو ممکن الوجود کہا جاتا ہی
جسکے دونون پہلو وجود وعدم یکسان ہوتے ہین یعنی وہ خود بخود نہ
موجود ہوسکتا ہے اور نہ وہ بطور خود معدوم کہلاتا ہے بلکہ باختیار
علت کی وجہ سے اُس کو وجود عارض ہوگا یا اس ہر عدم کا تعلق ہوگا پس
ایسی چیز کو جب کوئی علت خارج مین موجود کرے گی تو یہ نہ کہا جائے گا
کہ وہ عدم سے وجود مین آئی اور نہ یہ کہا جائیگا کہ وہ وجود سے وجود
مین آئی ہے بلکہ یہ کہا جائیگا کہ وہ اپنے وجود خارجی سے پہلے
حقیقۃً نہ معدوم تھی اور نہ موجود تھی اس لیے کہ اگر وجود خارجی سے
پہلے اُس کو موجود یا معدوم کہا جائیگا تو اُس کے دونون پہلو یکسان
نہ رہین گے بلکہ اگر اُس کو خارج کے لحاظ سے معدوم فرض کرلیا تو اُسکا
عدمی پہلو راجح قرار پائیگا۔ اور اگر موجود مان لیا تو اُس کا وجودی پہلو

جھک جائیگا غرض اس کے دونون پہلوؤن مین مساواۃ نرہیگی حالانکہ
مساواۃ ضروری ہے،
ہمنے یہ عقلی عنوان اس لیے اختیار کیا ہے کہ ہمارا دعویٰ ثابت ہوجاے
آریہ اس عنوان پر ہرگز اعتراض نہین کرسکتے کہ ان کے رگوید سے
ہمارے عنوان کی تائید ہوتی ہے جیسا کہ ہم ابھی اوپر لکھ چکے ہین،
اور اگر ہم یہ بھی دعویٰ کرین کہ خدا نے ممکنات کو عدم سے پیدا
کیا ہے تو بھی ہمارا دعویٰ غلط نہوگا کہ عدم سے وجود ویدی بیانون
سے ثابت ہوتا ہے مثلاً ملاحظہ ہو رگوید اشٹک ۸ ادھیاے ۷
ورگ ۱۷ منتر ۱ جسوقت یہ ذرون سے ملکر بنی ہوئی دنیا پیدا نہین ہوئی
تھی اسوقت غیر محسوس (معدوم) حالت تھی یعنی شونیہ اکاشس
بھی نہین تھا کہ اسوقت اس کا کچھ کاروبار نہ تھا۔ اس وقت ست
(پرکرتی) بھی نہ تھی۔ اور نہ پرمانون (ذرے) تھے۔ وراٹ (کائنات)
مین جو اکاشس دوسرے درجہ پر آتا ہے وہ بھی نہ تھا بلکہ اسوقت
برمھ کی سامرتھ (قدرت) جو نہایت لطیف اور اس کائنات سے
برتر ہے موجود تھی،
اس منتر سے واضح ہوگیا کہ پیدائش عالم سے پہلے خدا کے
سوا ہر ایک چیز معدوم تھی پس جبکہ خدا نے مادہ وغیرہ کو پیدا کیا تو یہی
کہا جائیگا کہ قدرت نے ان چیزون کو عدم سے موجود کیا ہے
اور ملاحظہ ہو ایتریہ اپنشد ۱ ادھیاے ۱ کھنڈ ۱

منتر ۱ و ۲ ابتدا مین لاکلام صرف ایک برمھ ہی (خدا) تھا اور کچھ بھی آنکھ جھپکتا ہوا نہ تھا اُس نے سوچا کہ مین لوکون (دنیاؤن) کو پیدا کرون پس اس نے لوکون کو پیدا کیا۔ مین کہتا ہون کہ عدم سے پیدا کیا ورنہ دوسری صورت آریہ بتائین؛

عدم سے وجود کے ویدی اجمالی حوالے

دیکھو چھاندوگیہ پر پاٹھک ۳ کھنڈ ۱۹ منتر ۱ اور دیکھو اسی کتاب کا پر پاٹھک ۶ کھنڈ ۲ منتر ۱ و ۲ ۔ اور دیکھو اپ نشد سنڈل ۲ منتر ۱ کہ اَست (نیستی) سے ست (وجود) ہوا ہے،

اور دیکھو ورہدارنک اپ نشد ادھیائے ۱ براہمن ۲ منتر ۱ کہ ابتدا مین کچھ بھی نہ تھا (منقول از رسالہ پیدائش دنیا مصنفہ سوامی ستیہ دیو آریہ) الغرض ان معتبر حوالون سے جو ایک سوامی آریہ کے قلم تحقیق کے نتائج ہین بخوبی ثابت ہوگیا کہ خلقت عالم سے پہلے خدا کے سوا کوئی چیز موجود نہ تھی جس سے خدا نے اس کائنات کو پیدا کیا ہو۔ لہذا مادہ کی قدامت کا دعویٰ ویدک دھرم سے بھی قطعاً بے اصل اور بے بنیاد اور بے دلیل ہے،

مین بالفعل آریہ سماج کی تین دلیلون کے ابطال پر اکتفا کرتا ہون کہ یہ تین دلیلین اور چوتھی دلیل جس کا ابطال نجم الہدایہ مین شائع کیا گیا ہے آریہ سماج مین بڑی زبردست سمجھی جاتی تھین الحمدللہ کہ ان کا ازالہ ہوگیا۔ اگر حیات مستعار باقی ہے تو انشاء اللہ اعجاز الہدایہ

کا دوسرا حصہ بھی لکھون گا۔ خداوند عالم تائید فرمائے اُن حامیان ملت کی جو اعلاے کلمۃ اللہ کی غرض سے مذہب کی نصرت اپنا فریضہ سمجھتے ہین۔ اور میرے سلسلۂ تبلیغ مین میرا ہاتھ بٹاتے ہین اور میری محنت شاقہ کو ٹھکانے لگاتے ہین۔ مین ان حضرات کو شکر گذاری کے ساتھ دعائین دیتا ہون،

اعلان عام میرے تبلیغی رسالے جو اعانت احباب کے ذریعہ سے شائع ہوئے ہین ان کی اشاعت کا قانون مین نے یہ مقرر کیا ہی کہ جتنے رسالے طبع ہوتے ہین اُن مین سے آدھے مین بلا قیمت تقسیم کرتا ہون اور آدھے فروخت کرتا ہون۔ لہذا جس برادر مومن کو یا اسلامی بھائی کو میرے مصنفات مطلوب ہون ان کو اختیار ہے کہ مفت منگائین یا بقیمت۔ پہلی صورت مین محصول کے لیے کم سے کم ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہیئے یا بیرنگ کی اجازت دیجاے۔ دوسری صورت مین ایک روپیہ سے کم وی پی نہ ہوگا۔ محصول بذمۂ طالبین ہوگا۔

سلسلۂ تبلیغ اعجازی کا ۱ اور ۲ بالکل ختم ہوگیا۔ ۳ بھی گویا نہین ہی۔ اس کا نام نجم الاعتقاد ہے۔ بعد ترمیم دوبارہ چھپوانے کا قصد ہے۔ اس رسالہ نے مذہب حق کو فائدہ پہونچایا ہی

چوتھا رسالہ شمس الاعتقاد بھی ختم ہوگیا۔ یہ رسالہ بحد مفید ثابت ہوا۔ اس کے فائدہ مند ہونے کے متعلق کثرت سے نعرہ ہاے

تحسین بلند ہو رہے ہین - عنقریب بہت جلد دوبارہ طبع ہوگا

پانچوان رسالہ یعنی تنبیہ الناصبین بجواب تنبیہ الحائرین لاہور محلہ موچی دروازہ شیخ غلام علی صاحب کربلائی مینیجر خواجہ بک ایجنسی سے بقیمت ۸؍ ملیگا -

یہ کتاب قابل دید ہے - غالباً ایسی جامع اور طاقتور کتاب مسئلہ تحریف قرآن کے متعلق آج تک عربی - فارسی - اُردو وغیرہ مین نہ لکھی گئی ہوگی - اس کتاب کے بعد کسی شیعہ کو مسئلہ تحریف قرآن پر قلم اُٹھانے کی ضرورت نہ ہوگی - اس کتاب کا وجود جس شیعہ کے گھر مین ہوگا وہ گھر شیاطین الانس کے شر سے محفوظ رہیگا کتاب مذکور کا دوسرا حصہ شروع کرنے کا قصد ہے خدا مدد کرے -

نجم الہدایہ کے قابل فروخت نسخے تھوڑے سے باقی رہ گئے ہین جلد منگائیے ورنہ پھر دوبارہ اشاعت کا انتظار کرنا پڑیگا -

الراقم الخادم الحاج محمد اعجاز حسن بدایونی
مدرس مدرستہ الواعظین
لکھنؤ

ماہ رجب المرجب ۱۳۴۸ھ

قطعۂ تاریخ من تصنیف شاعر شیرین سخن جناب سید واجد حسین صاحب رضوی مطیرؔ لکھنوی

مطیر اسوقت اعجاز الہدا یہ — کرامت ہے کرامت ہر کرامت
وہ نور آگین دلائل مین کشش ہے — کھنچین جنکی طرف اہل طریقت
کہان ہین قائل الحق مرے — یہ حق گوئی سراسر ہے حلاوت
اگر قبل حسن اعجاز لکھو — تو پھر ہو نام سے آگاہ خلقت
ہدایت کیش ارباب معارف — مصنف کے ہین سب مرہون منت
وجود پاک اہل علم سے اب — فنا ہوگی زمانہ سے جہالت
کتابون مین ہدایت کی وہ صنعت — ہوئی جو ماحی آثارِ بدعت
اسی صورت رہے باقی جہان مین — الٰہی یہ روش تا ختم غیبت
مطیر اسکی اگر لکھتے ہو تاریخ — دعا ہو قبل مصراع اشاعت

ملے یارب بدورِ مہدیؑ دین
یہ دور ہو پر نور ہدایت

۱۳۴۸ھ